رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۱
Regd. L. P. No 861

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ چھ روپے
ممالک غیر ۷½ روپے
فی کاپی ۲ ۱۰

تواریخ اشاعت
(۷-۱۴-۲۱-۲۸)

جلد ۶ | ۷ ظہور ۱۳۳۶ ہش - ۶ ذوالحجہ ۱۳۷۶ھ - ۷ اگست ۱۹۵۷ء | نمبر ۳

اخبار احمدیہ

ناصر آباد (سندھ) ۲۲/۲۳ جولائی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت للفضلہ تعالیٰ اچھی ہے ۔ ۲۷ جولائی حضور کی عام طبیعت اچھی ہے البتہ زخم کے مقام پر دو تین روز سے بہت خارش ہے احباب اپنے مقدس آقا کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں رکھیں۔

لاہور ۲۸ جولائی (بوقت نو بجے شب) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق مندرجہ اطلاع موصول ہوئی ہے ۔ "آج رات مرزا بشیر احمد صاحب کی عام طبیعت اچھی رہی۔ شام کے چھ بجے کے قریب سانس کی تکلیف ہو گئی تھی۔ جو آدھ گھنٹہ تک رہی۔ اس وقت طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے"۔ احباب حضرت ممدوح کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

لاہور۔ صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طبیعت بھی کچھ دنوں سے خراب ہے احباب ان کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں (الفضل لاہور)

زمانہ وسطیٰ کے ہندوستان میں ہندو مسلم تعلقات!

جامع الحکایات کا مؤلف محمد عوفی شہنشاہ التمش (۱۲۱۱ء تا ۱۲۳۶ء) کے دور حکومت میں دہلی میں رہتا تھا۔ اس مسلمان مورخ نے ایک ایسا واقعہ قلمبند کیا ہے جس سے اس حقیقت کا اچھی طرح اندازہ ہو سکتا ہے کہ جیسی جیاد یو سولنکی ایسے گجرات کے زبردست حکمران نے محدودے چند مسلمانوں کے ساتھ کس طرح انصاف کیا تھا۔ محمد عوفی نے اس واقعہ کو کھمبے میں سنا تھا اور اسے اس طرح بیان کیا ہے

کہ یہاں کھمبے میں کچھ سنی مسلمان رہتے تھے اور نمونہ سے آتش پرست بھی وہاں آباد تھے۔ راجہ جے سنگھ کے زمانہ میں یہاں ایک مسجد تعمیر کی گئی تھی جس پر اذان دینے کے لئے ایک مینار بھی تعمیر کیا گیا تھا۔ ایک مرتبہ آتش پرستوں نے ہندوؤں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا۔ انہوں نے اس مینار کو منہدم کر دیا۔ مسجد کو جلا دیا اور مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم کیا گیا

اس واقعہ کے بعد علی نامی ایک مسلمان نے جو خطیب بھی تھا گجرات کے دار الحکومت نہر والا (انھیلوارہ پٹن جو ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے قبل گجرات کا دار الحکومت تھا) جا کر راجہ کے روبرو شکایت کرنا چاہی لیکن چونکہ درباریوں نے اس کی جانب کوئی توجہ مبذول نہیں کی۔ اس لئے اس نے راجہ سے اس وقت ملاقات کی جب وہ شکار کے لئے جا رہا تھا۔ اس موقع پر علی نے گجراتی زبان میں ایک ایسا قصیدہ پیش کیا جس میں تمام واقعہ کو بیان کر دیا گیا تھا۔ راجہ نے اس کی شکایت کو توجہ کے ساتھ سنا اور اسے اپنے ایک ملازم کی حفاظت میں چھوڑ کر خود شکار کو چلا گیا۔ شکار سے واپس آنے کے بعد راجہ نے اس سے کہا کہ میں تین روز تک محل میں تنہا رہنا چاہتا ہوں اور اس عرصہ میں کسی طرح بھی میری تنہائی میں خلل واقع نہیں ہونا چاہیئے۔ عارضی طور پر تمام اختیارات حکومت اپنے وزیر کو سپرد کر دیئے۔

اس کام سے فراغت پانے کے بعد راجہ نے سوداگر کا بھیس بدلا اور ایک سانڈنی پر سوار ہو کر جو بہت تیز چلنے والی تھی کھمبے جا پہنچا اور بازار میں جا کر خطیب کی شکایت کی تحقیقات کی اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ مسلمانوں پر بلا وجہ ظلم کیا گیا ہے۔ تحقیقات سے فراغت پانے کے بعد راجہ نے ایک برتن میں سمندر کا پانی بھرا اور روانگی کے بعد تیسری شب کو دار الحکومت میں واپس پہنچ گیا۔

دوسرے روز راجہ نے دربار منعقد کر کے خطیب کو تمام شکایات بیان کرنے کا حکم دیا لیکن بعض حکام نے اس کے بیان کو جھٹلانے کی کوشش کی۔ اس پر راجہ نے ایک ملازم کو سمندر کے پانی سے بھرے ہوئے اس برتن کو لانے کا حکم دیا جو وہ کھمبے سے اپنے ساتھ لایا تھا اور جب پانی آ گیا تو راجہ نے ان حکام کو چکھنے کے لئے دیا اور اس کے ساتھ انہیں بتایا کہ میں خطیب کی شکایات کی تحقیقات کرنے کے لئے خود کھمبے گیا تھا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہاں مسلمانوں پر ظلم کیا گیا ہے اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ایسی تدابیر اختیار کروں۔ جن کی بدولت میری تمام رعایا امن کے ساتھ رہ سکے اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ برہمنوں، آتش پرستوں اور دوسرے فرقوں میں سے دو دو ممتاز اور ذمہ دار افراد کو عبرتناک سزا دی جائے اس حکم کے علاوہ اس نے مسجد اور مینار کی تعمیر کے لئے مسلمانوں کو ایک لاکھ بلوترا (اس زمانہ کا سکہ) دیئے اور خطیب کو پارچات کا خلعت دیکر رخصت کیا۔

اس کے بعد جب تیرھویں صدی میں گجرات پر واگھیلا خاندان کے راجاؤں کی حکومت قائم ہوئی تو اس زمانہ میں بھی بلا امتیاز مذہب و ملت تمام تاجروں کی حفاظت کی جاتی رہی روسنت والا جیاکوی ارنبال جیند رسوری فصل ۷ نظم ۲) چنانچہ اس زمانہ میں کھمبے میں جس قدر مسلمان آباد تھے۔ وہ بیحد خوشحال اور مطمئن تھے۔ سیاح اور مورخ ابن بطوطہ (۱۳۴۲ء) نے جس نے ہندوستان کی سیاحت بھی کی تھی اپنے سفرنامہ عجائب الاسفار میں لکھا ہے کہ کھمبے میں بہت سی خوبصورت مساجد تھیں اور وہاں کے غیر ملکی تاجروں کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ حتیٰ کہ سومنات ایسے مقام پر بھی جو ہندوؤں کے مقدس ترین مقامات میں سے ایک ہے۔ مسلمانوں نے مقامی ہندو معززین کی امداد سے ایک مسجد تعمیر کر لی تھی اور اس کے مصارف پورا کرنے کے لئے انہوں نے اراضی اور جائداد وقف کر رکھی تھی۔ زائرین بیت اللہ کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی جاتی تھیں۔ اور جب وہ کھمبے سے روانہ ہوتے تھے تو بحری قزاقوں سے ان کی حفاظت کرنے کے لئے ایک طاقتور بحری بیڑہ ان کے ساتھ بھیجا جاتا تھا اور مسلمان اس سلوک کیلئے ہمیشہ شکر گذار رہتے تھے۔ گجرات کے حکمران خاندان واگھیلا کے راجہ ویرا دھول کے وزیر وستوپالا کے متعلق جو اس عہد کا ایک زبردست عالم بھی تھا۔ ایک واقعہ مشہور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دہلی کے مسلمان بادشاہ معز الدین (قطب الدین یا التمش) کی والدہ کے ساتھ جو حج بیت اللہ کے لئے جا رہی تھی کس درجہ شریفانہ سلوک کیا تھا۔ حتیٰ کہ اس غیر متعصب وزیر نے انہیں اس درخواست کے ساتھ کہ اسے بیت اللہ کے باہر نصب کرا دیا جائے سنگ مرمر کی ایک قیمتی سِل پیش کی تھی۔

نہ صرف اسی قدر بلکہ اس نے اس اجنبی وزیر کو نیز تھہ نا کسار کے لئے مورتیاں بنوانے کے واسطے مسانی کی سنگ مرمر کی کانوں سے بہترین سنگ مرمر بھی دیا (سچیر دستی پربندھ مترجم اے کے آر۔ کپاڈیا صفحہ ۲۰۷) اسی طرح تاریخ کے صفحات پر یہ واقعہ بھی ثبت ہے۔ کہ گجرات کی فتح کے بعد (۱۲۹۷ء) سلطان علاؤ الدین خلجی کے مقرر کردہ صوبیدار الغ خان نے اپنے ایک جینی دوست سمر شاہ کو جو گجرات کا ایک بڑا سوداگر تھا۔ جینیوں کے تیرتھ سترنجیا کی مرمت کے لئے ایک خاص فرمان عطا کیا تھا۔

اس طرح گجرات اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں مسلمانوں کے ساتھ غیر معمولی فراخدلی اور محبت کا سلوک کیا تھا اور مذکورہ بالا واقعات سے اس بات کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے ہندوستان کے مذکورہ بالا حسن سلوک سے مسلمان بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہندوؤں کے ساتھ نہ صرف دوستانہ سلوک ہی کرنے لگے بلکہ انہوں نے ان کے رسم و رواج میں حصہ لینا اور ان کے تمدن اور ادب میں اضافہ کرنا بھی شروع کر دیا۔ (بشکریہ ملت لاہور)

مسٹر اگورنجن سنگھ صاحب باجوہ ڈسٹرکٹ پبلک ریلیشنز آفیسر کی قادیان میں تشریف آوری

مسٹر اگورنجن سنگھ باجوہ ڈسٹرکٹ پبلک ریلیشنز آفیسر گورداسپور مورخہ ۳۱ جولائی قادیان میں تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ اور مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ پر مشتمل وفد نے آنجناب سے ملاقات کی اور مسلمانوں کی بعض ضروریات اور مشکلات ان کی خدمت میں پیش کیں جن پر انہوں نے ہمدردانہ غور و ضروری کارروائی کا وعدہ فرمایا۔ جناب باجوہ صاحب موصوف نے ہماری درخواست پر دوسرے روز مورخہ یکم اگست کو ۹ بجے احمدیہ شفاخانہ قادیان کا معائنہ فرمایا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام جاری شدہ شفاخانہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ محترم باجوہ صاحب نے احمدیہ شفاخانہ کی معائنہ بک پر جن تاثرات کا اظہار فرمایا کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"مجھے جماعت احمدیہ قادیان کا خیراتی شفاخانہ دیکھ کر مسرت ہوئی ہے یہ احمدیہ شفاخانہ بلا تمیز مذہب و ملت ہر ایک کے لئے کھلا ہے۔ اس شفاخانہ کے انتظامات ہر قسم کے ضروری سامان کے پورے طور پر مہیا نہ ہونے کے باوجود قابل تعریف ہیں۔ روزانہ مریضوں کی اوسط تعداد ایک سو پچاس کے قریب ہے۔ اور اس وقت بیمار مریض شفاخانہ کے اندر زیر داخل ہیں۔ شفاخانہ میں کثیر زیر علاج مریضوں کی تعداد اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ کہ احمدیہ شفاخانہ کے ڈاکٹر انچارج بہت قابل اور ہمدرد ہیں۔ جماعت احمدیہ کا یہ شفاخانہ بلحاظ عامہ کے لحاظ سے بہت بڑی امداد اور خدمت ہے جس کی ہر ایک کو قدر کرنی چاہیئے۔ جماعت احمدیہ کے خدمت خلق کے اس کام پر میں ڈاکٹر صاحب انچارج کو اور نیز انجمن احمدیہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اس کام کی ہر طرح کامیابی کا خواہشمند ہوں"۔
گورنجن سنگھ باجوہ
۱-۸-۵۷ ایم بی اے (ریٹائرڈ)

حافظ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

کلامِ الٰہی سے کچھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ○

ترجمہ: (میں) اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں) جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ میں اللہ دیکھتا ہوں۔ یہ کامل اور پُر حکمت کتاب کی آیتیں ہیں۔

تشریح: قرآن کریم کی ہر سورت سے پہلے بسم اللہ رکھ کر خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کو اُس کے نام سے برکت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ جیسا کہ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بڑے کام کو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے یہ سنت قائم کی ہے کہ مسلمان اپنے سب کاموں کو بسم اللہ سے شروع کیا کریں۔

الٓرٰ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ میں اللہ دیکھتا ہوں نہ تو پُرانی تاریخ میری نظر سے پوشیدہ ہے اور نہ قانونِ قدرت کا اجراء یا پیدائش عالم میری نگاہ سے مخفی ہے پس وہ میت سے تعلق رکھنے والے امور میں بھی میری ہی ہدایت کافی ہوسکتی ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۔ اس آیت میں خیر الکلام ما قلّ و دلّ کا پورا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ لفظ تھوڑے سے ہیں لیکن اس قدر وسیع معانی پر مشتمل ہیں کہ قرآن کریم کے کمالات کا خاکہ کھینچ دیتے ہیں۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ یہ آیتیں ایسی کتاب کی ہیں جو اپنے اندر علوم رکھتی ہے عدل کی تعلیم دیتی ہے۔ جہالت سے روکتی ہے۔ تمام سچائیاں اس میں پائی جاتی ہیں۔ محل اور موقع کے لحاظ سے تعلیم دیتی ہے۔ لوگوں کی اصلاح کی غرض سے تعلیم دیتی ہے۔ اس میں پکی پکی باتیں ہیں اور بنایا ہے یہ ہیں ہمارے کام۔ پس اب تم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ واقع میں اس میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ اگر پائی جاتی ہیں تو پھر اس کا انکار خلاف عقل و دانش ہوگا مگر کون کہہ سکتا ہے کہ قرآن کریم میں یہ امور نہیں پائے جاتے!!

(ملخص از تفسیر کبیر: م۔ح)

جواہر پارے

اعمال میں خلوص نیت صبر و شکر کی تلقین حکام وقت کی اطاعت

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں پر ہے۔ (مسلم)

۲۔ حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے تمام کام عجیب ہوتے ہیں اور یہ امر صرف مومن ہی کو حاصل ہے کہ اگر اس کو آرام پہونچے تو شکر کرتا ہے جس کے نتیجہ میں خیر ہی خیر ہے اور اگر مصیبت پہونچے تو صبر کرتا ہے اور اس کا نتیجہ بھی بھلا ہی بھلا ہے (مسلم)

۳۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد بعض ایسے حاکم ہوں گے جو تمہارے حقوق تم کو نہ دیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے وقت میں ہم کیا کریں۔ فرمایا تم وہ حقوق جو تمہارے حاکموں کے تم پر ہوں ادا کرنا۔ اور جو تمہارے حقوق ان کے ذمہ ہیں وہ ادا نہیں کرتے اللہ تعالےٰ سے طلب کرنا اور بغاوت نہ کرنا۔ (ریاض الصالحین)

اقوالِ زرین

قرآن کریم کی شان!

جمال و حسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اُسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بُستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لُولُوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اُس کے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

(از کلام امام الزمان علیہ السلام)

قربانی کے احکام

(از حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز)

(فرمودہ ۵ر اگست ۱۹۲۲ء بروز عید الاضحیہ)

مسنون طریق

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق تھا کہ آپؐ عید کے خطبوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح تحمید بیان فرماتے اور قیامت کے متعلق صحابہؓ کو توجہ دلاتے تھے۔ عید کے خطبوں میں آپؐ کا مضمون زیادہ تر اس بات کے متعلق ہوتا تھا کہ بعث ما بعد الموت کے متعلق توجہ ہو۔ اس میں شبہ نہیں کہ عید کا دن بھی بعث ما بعد الموت کے ساتھ ملتا ہے عید کے دن بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اور یہ بھی ایک قسم کا حشر ہوتا ہے۔ حشر کے معنے اکٹھا کرنے کے ہیں۔ چنانچہ عید کے دن بھی لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس دن جمع ہونے کے متعلق یہاں تک تاکید ہے کہ حائضہ عورتیں بھی جمع ہوں وہ نماز نہ پڑھیں مگر دوسروں کے ساتھ دعا میں شامل ہوں پس یہ وہ دن ہے کہ اس دن مسلمان خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے سب جمع ہوتے ہیں ایسے

اجتماعوں کے متعلق

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ زینت کرنی چاہیئے اور خوشبو لگانی چاہیئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ جمعہ کے دن، عید کے دن، حج کے ایام میں احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

مجمع میں تزئین

کرنی چاہیئے۔ اور یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ مجمع میں خوبصورت نظر آئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم میں فطرت انسانی کی ترجمانی فرمائی ہے

لوگ میلے میں، جلسوں، شادیوں میں کیوں خوشبو لگاتے ہیں اسی لئے کہ وہ اچھے نظر آئیں جب ان کی یہ خواہش ہوتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم کا منشاء یہ ہے کہ اس سے اس طرف توجہ ہو کہ قیامت کے دن جہاں اگلے پچھلے سب جمع ہوں گے خوبصورت نظر آنے کی کس قدر کوشش کی ضرورت ہے آپؐ کا منشاء تھا کہ لوگ اس سفر اور اگلے جہان کے لئے تیاری کریں

پھر آپؐ اس عید کے خطبہ میں

قربانی کے احکام

فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس عید کے احکام یہ ہیں کہ ہر ایک خاندان کی طرف سے ایک بکری کی قربانی ہوسکتی ہے۔ اگر کسی میں وسعت ہو تو ہر ایک شخص بھی کر سکتا ہے۔ ورنہ ایک خاندان کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے۔ یہاں خاندان سے تمام دور نزدیک کے رشتہ دار مُراد نہیں۔ بلکہ

خاندان کے معنے

ایک شخص کے بیوی بچے ہیں۔ اگر کسی شخص کے لڑکے الگ الگ ہیں اور اپنا علیحدہ علیحدہ کماتے ہیں تو ان پر علیحدہ قربانی فرض ہے۔ اگر بیویاں آسودہ ہوں اور اپنے خاوندوں سے علیحدہ اپنے ذرائع آمدنی رکھتی ہوں تو علیحدہ قربانی کر سکتی ہیں۔ ورنہ ایک قربانی کافی ہے۔ بکرے کی قربانی ایک آدمی کے لئے ہے۔ اور گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ آئمہ کا خیال ہے کہ ایک گھر کے لئے ایک حصہ کافی ہے۔ اگر گھر کے سارے آدمی سات حصے ڈالیں وہ بھی ہوسکتا ہے۔ ورنہ ایک گھر کی طرف سے آج کے دن قربانی ہوجاتی ہے۔ لیکن کئی لوگ غریب ہوتے ہیں۔ اس لئے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ کوئی شخص قربانی سے محروم نہ رہ جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ غرباء امت کی طرف سے ایک قربانی کر دیا کرتے تھے۔ اسی طریق کے مطابق میرا بھی قاعدہ ہے کہ اپنی جماعت کے غرباء کی طرف سے ایک قربانی کر دیا کرتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہ عید اس وقت پڑھی جاتی تھی جبکہ آفتاب ایک نیزہ کی بلندی پر ہوتا تھا۔ اور رمضان کے بعد کی عید اس وقت پڑھی جاتی تھی جبکہ آفتاب دو نیزے کی بلندی پر آجاتا تھا۔

چونکہ احیاء سنت ہمارا فرض ہے۔ اسلئے

عید کی نمازیں مطابق سنت

ہونی چاہئیں۔ اور اس عید میں جلدی کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ لوگوں نے قربانی کرنی ہوتی ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ قربانی کے گوشت سے کھانا کھاتے تھے۔ اب اگر اس وقت نماز پڑھی جائے گی۔ تو قربانی کا گوشت کھانے کے وقت تک تیار نہیں ہوسکتا۔

قربانی کے جانور

کے لئے یہ شرط ہے کہ بکرے وغیرہ دو سالہ کے ہوں دُنبہ اس سے چھوٹا بھی قربانی میں دیا جاسکتا ہے۔ قربانی کے جانور میں نقص نہیں ہونا چاہیئے۔ لنگڑا نہ ہو۔ بیمار نہ ہو۔ سینگ ٹوٹا نہ ہو۔ یعنی سینگ بالکل ہی ٹوٹ نہ گیا ہو۔ اگر خول اوپر سے اُتر گیا ہو۔ اور اس کا مغز سلامت ہو۔ تو وہ ہوسکتا ہے۔ کان کٹا نہ ہو۔ لیکن اگر کان زیادہ کٹا ہوا نہ ہو تو جائز ہے

(باقی صفحہ پر)

خطبہ عید الاضحیٰ

سورۂ کوثر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑی جماعت عطا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی پیشگوئیاں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ر دسمبر [illegible]

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ کوثر کی تلاوت کی۔ اس کے بعد فرمایا

آج سے کوئی

سوا تیرہ سو سال پہلے

یا اس سے کچھ زیادہ یہ سورۃ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور آپ کے ساتھیوں کی یہ حالت تھی کہ باہر نماز بھی ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اور آپ کے پیغام کو ماننے والے صرف چند ہی آدمی تھے۔ جب آپ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی۔ تو معتبر تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت تک مکہ مکرمہ کے

کل ۸۲۔ آدمی

آپ پر ایمان لائے تھے۔ مگر یہ تو آخری دنوں کی بات ہے۔ اس سے پہلے یہ حالت تھی۔ کہ صرف چند آدمی ہی آپ پر ایمان لائے تھے۔ جن کی تعداد پندرہ سولہ سے زیادہ نہیں تھی۔ مکہ کی آبادی گو وہ بہت بڑا شہر نہیں ہے اور نہیں تھا۔ مگر پھر بھی اس وقت آٹھ۔ دس ہزار کی معلوم ہوتی ہے۔ اور آٹھ دس ہزار کی آبادی میں سے ایک دو درجن کے قریب آدمیوں کا ساتھ ہونا اور سارے شہر کے لوگوں کا مخالف ہونا۔ اور ایسا مخالف ہونا۔ کہ ہر وقت اُن کو مسلمانوں کی جان لینے کے فکر میں رہنا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ

سالہا سال تک مکہ میں مسلمانوں کی کیا حالت

ہوئی ہوگی۔ چنانچہ اس بات کو دیکھ کر کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صرف چند آدمی ایمان لائے تھے۔ جو مکی زندگی کے پہلے سالوں میں دو تین درجن تک تھے اور آخر میں چھ سات درجن تک ہو گئے۔ اور ادھر یہ دیکھ کر کہ آپ کی نرینہ اولاد کوئی نہیں۔ آپ کے دشمن اپنی نابینائی اور اندھے پن کی وجہ سے یہ خیال کرتے تھے کہ یہ شخص

دین سے بھی گیا اور دنیا سے بھی

وہ کہتے تھے۔ کہ روحانی لحاظ سے بھی اس کے ماننے والے کوئی نہیں۔ اور جسمانی لحاظ سے بھی نرینہ اولاد سے محروم ہے۔ ہماری پنجابی زبان میں جیسے کسی کی تحقیر کرنی ہو تو کہتے ہیں "اوترا نکھترا" اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان بدبختوں نے نام رکھا ہوا تھا کہ "اوترا نکھترا" ہے کیونکہ آپ کے ماننے والوں کی جو درگت بنا کرتی تھی۔ اس کے متعلق

غلاموں کے واقعات

تو بہت دفعہ بیان ہو چکے ہیں۔ مگر جو لوگ گھر بار والے تھے۔ اور بڑے بڑے رئیس خاندانوں میں سے تھے۔ اُن کی بھی یہ حالت تھی۔ کہ اپنے کیا۔ اور غیر کیا سب بُری طرح ان کی خبر لیتے تھے۔ ایک صحابی جو مکہ کے بہت بڑے خاندان میں سے تھے۔ اور ایک بڑے رئیس کی اولاد تھے

عثمان بن مظعون

ان کا نام تھا۔ وہ اپنی جوانی کے ایام میں ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور اس صدق اور جوش سے ایمان لائے کہ گویا اپنے محلہ والوں کو انہوں نے جلا دیا۔ لوگوں نے ان کو تکلیفیں دینی شروع کیں۔ دکھ دینے شروع کئے۔ اور اس قدر دکھ دیئے۔ کہ جب

ہجرت اُولےٰ

ہوئی۔ تو وہ ابی سینیا کی طرف چلے گئے مگر بعد میں کفار نے جب یہ خبر اُڑا دی۔ کہ مکہ کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور وہاں امن قائم ہو گیا ہے۔ تو وہ پھر مکہ کو واپس آئے۔ مگر جب مکہ میں پہنچے۔ تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ خبر بالکل جھوٹی ہے۔ اور اس لئے اُڑائی گئی ہے تا مسلمان واپس آ جائیں۔ اور کفار ان کو پھر دکھ دیں۔ انہوں نے ارادہ کیا۔ کہ پھر واپس ابی سینیا چلے جائیں۔ مگر اتنے میں مکہ کا ایک سردار جو بہت بڑی عظمت اور شان رکھتا تھا۔ اور جس کا تمام لوگ ادب کیا کرتے تھے اور جو عثمان بن مظعون کے باپ کا

گہرا دوست

تھا۔ اور وہ دونوں آپس میں بھائی بھائی بنے ہوئے تھے۔ اُن کو ملا۔ اور اُن کو دیکھ کر کہنے لگا کہ تم کہاں غائب تھے؟ انہوں نے کہا میری زندگی یہاں کے لوگوں نے حرام کی ہوئی تھی۔ اور میں مظالم سے تنگ آکر ابی سینیا چلا گیا تھا۔ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ مکہ کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ مگر جب واپس آیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہی حالات ہیں۔ اس لئے اب میں پھر واپس جانے لگا ہوں۔ اُس نے کہا نہیں۔ تمہارا باپ میرا بھائی بنا ہوا تھا کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ جو میری موجودگی میں تم کو دکھ دے سکے۔ چنانچہ اس نے ان کا ہاتھ پکڑا۔ اور خانہ کعبہ کی طرف لے کر چل پڑا جیسے ہمارے ہاں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اگر کوئی عام اعلان کرنا ہو تو جلسہ کی سٹیج پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں میں دستور تھا۔ کہ جب کوئی عام اعلان کرنا ہوتا تو خانہ کعبہ میں جا کر کرتے اس نے بھی ان کا ہاتھ پکڑا۔ خانہ کعبہ میں لے گیا۔ اور وہاں جا کر اعلان کر دیا۔ کہ اے لوگو سُن لو

عثمان بن مظعون میری حفاظت میں ہے

اگر اس کو کسی نے کچھ کہا تو اس نے اسے نہیں بلکہ مجھے کہا۔ عربوں میں اس بات کا بڑا لحاظ کیا جاتا تھا۔ کہ جس شخص کا ادب اور احترام ان کے دلوں میں ہوتا تھا۔ وہ جس کو بھی اپنی پناہ میں لے لیتا۔ اسے کوئی شخص تکلیف نہیں پہنچا سکتا تھا۔

عثمان بن مظعون بھی کھلے بندوں مکہ میں پھرنے لگے۔ اور کوئی شخص انہیں چھیڑ نہیں سکتا تھا۔ مگر ایک دن جب وہ باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ بعض مسلمانوں کو لوگ مار رہے ہیں۔ اور بعض غلاموں کو دیکھا کہ لوگ ان کو گلیوں میں گھسیٹ رہے ہیں۔ ان کے مونہوں پر تھوک رہے ہیں اور انہیں کوڑے لگا رہے ہیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر ان سے برداشت نہ ہو سکا۔ وہ واپس آئے۔ اور جس رئیس نے انہیں پناہ دی تھی۔ اس سے آکر کہنے لگے۔ کہ آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ جو مجھے پناہ دی۔ اور مکہ والوں کے ظلموں سے مجھے بچایا۔ مگر آج میں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو اس طرح ظلم کا نشانہ بنتے دیکھا ہے کہ مجھ سے یہ بے غیرتی اور بے حیائی برداشت نہیں ہو سکتی۔ کہ ان کو تو ماریں پڑیں اور مجھے نہ پڑیں۔ میں آپ کا

اعلان واپس

کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس نے کہا۔ کچھ سوچ لو۔ انہوں نے کہا۔ میں نے خوب سوچ لیا ہے چنانچہ اُس نے اعلان کر دیا کہ میں نے عثمان بن مظعون کو پناہ دی ہوئی تھی وہ واپس لیتا ہوں تھوڑے دنوں کے بعد حج کا موقعہ آیا۔ اور

عرب کے مشہور شاعر لبید

جو بعد میں اسلام لے آئے تھے۔ اور جو ایک سو بیس سال کی عمر میں فوت ہوئے وہ حج کے دنوں میں مکہ میں آئے۔ اور انہوں نے اپنے شعر سنائے۔ تمام رؤسا جمع تھے۔ مجلس لگی ہوئی تھی۔ اور سب تعریفیں کر رہے تھے۔ کہ اشعار سناتے سناتے انہوں نے یہ مصرعہ پڑھا

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل

سنو خدا کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ عربوں کو زبان کا چسکا تو بڑا ہی ہوا تھا۔ صحابہ بھی اس سے متاثر تھے اور وہ ایسے موقعوں پر ہمیشہ داد دیا کرتے تھے عثمان بن مظعون اس وقت مجلس میں موجود تھے۔ جب اس نے کہا ؎

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل

سنو ہر چیز خدا کے سوا فنا ہونے والی ہے۔ تو عثمان بن مظعونؓ نے کہا۔

سچ کہا سچ کہا

وہ اپنے آپ کو اتنا بڑا آدمی سمجھتا تھا۔ کہ سوائے بڑے بڑے ادیبوں اور رؤسا کے اپنے اشعار کی کسی سے تعریف سننا بھی اپنی ہتک سمجھتا تھا۔ اس نے جب سنا کہ ایک لڑکے نے اس کا مصرعہ سن کر کہا ہے کہ سچ کہا سچ کہا۔ تو اس نے وہیں شعر پڑھنے بند کر دیئے۔ اور مکہ والوں سے کہا کیا تم میں اب کوئی شریف آدمی نہیں رہا۔ یہ کل کا چھوکرا مجھے داد دیتا ہے۔ کیا میں اس کی داد کا محتاج ہوں۔ اگر یہ کہے گا کہ میں نے سچ کہا تو میری بات سچ ہوگی۔ اور اگر یہ کہے گا کہ میری بات غلط ہے تو وہ غلط ہو گی۔ اس پر رؤسا نے عثمان بن مظعون کو ڈانٹا۔ اور کہا۔ خبردار تم مت بولو۔ تمہارا کوئی حق نہیں۔ کہ اس مجلس میں کسی شعر پر داد دو۔ اور ان کی منتیں کر کے کہا کہ آپ آگے چلئے۔ چنانچہ انہوں نے اگلا مصرع پڑھ کر کہ

وکل نعیم لا محالۃ زائل

اور ہر نعمت آخر تباہ ہو جانے والی ہے۔ عثمان بن مظعون ابھی ڈانٹ کھا کر بیٹھے ہی تھے کہ جونہی انہوں نے یہ مصرع پڑھا۔ وہ فوراً بول اُٹھے کہ

یہ بالکل جھوٹ ہے

جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہیں ہوں گی پھر کیا تھا لبید کو غصہ آگیا۔ اور انہوں نے کہا میں تو اب آگے نہیں پڑھتا۔ چنانچہ بعض نوجوان رئیس کھڑے ہوئے اور انہوں نے عثمانؓ کو مارنا شروع کر دیا اسی دوران میں ایک نے زور سے آپ کی آنکھ پر مکہ مارا۔ جس سے

آنکھ نکل گئی

وہ رئیس جوان کے باپ کا بھائی بنا ہوا تھا۔ وہ اس حالت میں ان کی مدد بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اور ادھر ان کے باپ کی محبت بھی اس کے دل پر غالب تھی۔ ایسی حالت میں اس نے وہی کچھ کیا۔ جو غریب ماں اپنے اس بچہ سے سلوک کیا کرتی ہے۔ جسے کسی امیر آدمی کے بچہ نے مارا ہو۔ جب کسی غریب عورت کے بچہ کی کسی امیر عورت کے بچہ سے لڑائی ہو جاتی ہے اور اس امیر کے نوکر اور رشتہ دار اور عزیز اپنے آقا کے بیٹے کی طرفداری کرتے ہوئے اس غریب عورت کے بچہ کو مارتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ہم زبردست

ہیں۔ تو جانتے ہو وہ غریب عورت کیا کیا کرتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ اپنے آقاؤں کا مقابلہ کرے بلکہ وہ غصہ اپنے اس بچہ پر نکالا کرتی ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے بچہ کو مار رہی ہوتی ہے۔ اور یہ کہتی جاتی ہے۔ کہ تجھے جو کہا ہے کہ ایسی جگہ نہ جایا کر اور اس طرح وہ اپنی کمزوری اور بےبسی کا اظہار کرتی ہے۔ اس رئیس کی حالت بھی یہی تھی۔ ایک طرف وہ اپنی قوم کے جتھہ اور اس کی مخالفت اور غصہ کو دیکھ رہا تھا۔ اور دوسری طرف عثمان بن مظعون کی مظلومیت اور ان کے باپ کی محبت اس کے دل میں جوش مار رہی تھی۔ آخر اس

غریب ماں کی طرح

اس نے بھی عثمان بن مظعون پر اپنا غصہ نکالا اور انہیں مخاطب ہو کر کہا میں نہیں کہتا تھا۔ کہ میری پناہ میں آجاؤ۔ آخر تجھے یہ دن دیکھنا پڑا۔ کہ تیری آنکھ نکال دی گئی۔ مگر جانتے ہو عثمان بن مظعون نے اس کا کیا جواب دیا۔ انہوں نے کہا تم اپنی حفاظت اپنے گھر میں رکھو۔ تم کو تو یہ برا لگ رہا ہے۔ کہ میری ایک آنکھ نکل گئی۔ اور میری تو

دوسری آنکھ بھی

اسی طرح خدا تعالے کی راہ میں نکلنے کے لئے تیار ہے۔

یہ ان لوگوں کی حالت تھی ظلم وستم کا وہ ایسا نشانہ بنے ہوئے تھے کہ دنیا کے پردہ پر کوئی ایسی بےبس قوم نہیں گزری جیسی بےبس قوم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کی مکہ میں تھی۔ خود

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت تھی

کہ گو آپ کو خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ مگر کبھی کبھی آپ محبت الٰہی کے جوش میں وہاں چلے جاتے۔ اور نماز ادا فرماتے۔ ایک دفعہ آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ شہر کے غنڈے اکٹھے ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ کو مارنا شروع کر دیا۔ اور پھر آپ کے گلے میں رسی ڈال کر گلا گھونٹنے لگ گئے۔ یہاں تک کہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی آنکھیں باہر آگئی ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کو معلوم ہوا تو وہاں آئے۔ اور مارنے والوں اور آپ کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ اور انہیں ہٹانا شروع کیا۔ آپ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون پونچھتے جاتے تھے آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ کہ اے میری قوم تم کو کیا ہو گیا۔ کہ تم ایک شخص کو محض اس لئے مار رہے ہو۔ کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ ان حالات میں اس قسم کے اعتراضوں کو دیکھ کر

خدا تعالےٰ کی غیرت آسمان پر جوش میں آئی

اور اس نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ کہتے ہیں کہ تیرے ماننے والے تھوڑے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تیری نرینہ اولاد کوئی نہیں اور یہ لوگ تجھے خانہ کعبہ میں بھی نماز پڑھنے نہیں دیتے۔ مگر اے ہمارے رسول ایک دن ہم تجھ کو اس شہر پر غالب کریں گے۔ اور تو ایک بہت بڑی مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ یہاں آ کر حج کرے گا۔ اور کھلے بندوں نماز پڑھے گا عید ادا کرے گا اور قربانیاں کرے گا۔ اور تیرے دشمن جو آج تجھ پر طعنہ زنیاں کر رہے ہیں۔ ان کا نام ونشان بھی نہیں ملے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ

یہ تجھے کہہ رہے ہیں۔ کہ تیرے ساتھی تھوڑے ہیں یہ تجھے کہہ رہے ہیں۔ کہ تیری نسل تیرے ساتھ ختم ہو جائے گی۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ ہم تمہیں ایک بہت بڑی جماعت دیں گے۔ اور غلامی جماعت ہی نہیں دیں گے۔ بلکہ غالب جماعت دیں گے جو اس شہر پر غالب آئے گی۔ اور یہاں آ کر حج کرے گی۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

جب ہم تجھے کثرت عطا کریں گے جب ہم تجھے غلبہ عطا کریں گے۔ اور تم حج ادا کرو گے۔ اس وقت یہاں آ کر خدا کی عبادت کرنا۔ اور اس کی راہ میں قربانیاں کرنا۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

اس وقت تمہارے دشمنوں کا نشان بھی نہیں ملے گا۔ اور صرف تمہاری ہی نسل باقی ہوگی۔

یہ وہ حج تھا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد کیا۔ اور جس میں اس طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ تجھ پر سب سے زیادہ اعتراض کرنے والے ابوجہل۔ عتبہ شیبہ اور ولید وغیرہ اس وقت تک مٹا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ خدا نے یہ ایک

زبردست نشان

دکھایا۔ کہ جس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حج کے لئے آئے۔ اور خدا کے حکم کو پورا کرنے کے لئے۔ کہ تم نمازیں پڑھو اور قربانیاں کرو۔ انہوں نے نمازیں پڑھیں۔ اور خدا تعالےٰ کے رستہ میں قربانیاں کیں۔ تو وہ کوثر جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا۔ چنانچہ ابوجہل کا بیٹا اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ اور ولید کا بیٹا اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ انہوں نے کہا تھا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔ مگر خدا نے کہا۔ کہ میں ان اعتراض کرنے والوں کے بچے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دوں گا چنانچہ جب اس حج کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی ہوگی۔ اور پھر قربانیاں کی ہونگی۔ تو گو آپ نے اپنے

اعلےٰ درجہ کے اخلاق

کے ماتحت دشمنوں کو شرمندہ کرنے کے لئے یہ نہیں پوچھا۔ کہ بتاؤ میرا دشمن ابتر ہے یا میں ابتر ہوں۔ لیکن جس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے پیچھے عکرمہ اور خالد وغیرہ نوجوان پھر رہے ہوں گے۔ اس وقت گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کچھ کہہ نہیں رہی تھی۔ مگر مکہ کی گلیوں کی وہ زمین جس پر ان کے قدم پڑ رہے تھے۔۔۔ ان دشمنوں کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھی کہ

او ابوجہل۔ او عتبہ۔ او شیبہ

کہاں ہے تمہاری وہ اولاد جس پر فخر کرتے ہوئے تم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن بنے پھرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابتر ہے۔ وہ ابتر ہے۔ یا آج تم ابتر ثابت ہو رہے ہو۔

پھر

کوثر کے ایک اور معنے

بھی ہیں۔ جس کے لحاظ سے اس میں آئندہ کی ایک پیشگوئی کا ذکر کیا گیا تھا۔ اور وہ معنے یہ ہیں۔ کہ ایک بڑا آدمی جو بڑا صدقہ وخیرات کرنے والا ہو۔ اور آنے والے مسیح کے متعلق بھی لکھا ہے۔ کہ وہ اتنا صدقہ کرے گا۔ اتنا صدقہ کرے گا۔ کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا یعنی وہ اس قدر روحانی معارف لٹائے گا۔ کہ حد ہو جائے گی مگر لوگ اپنی نافہمی کی وجہ سے ان کو رد کر دیں گے۔ وہ سونے اور چاندی کے خزانوں پر تو مر رہے ہوں گے۔ مگر خدا کے کلام کی قدر نہیں کریں گے۔

تو اس سورۃ میں یہ خبر بھی دی گئی تھی۔ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے یہ لوگ ابتر کہتے ہیں۔ اور ابتر اسے کہتے ہیں جس کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہو۔ اور روحانی اولاد میں سے نرینہ بیٹا اللہ تعالےٰ کا نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ نبوت ہی ایک ایسا عہدہ ہے۔ جو عورتوں کو نہیں مل سکتا۔ باقی سارے عہدے عورتوں کو مل سکتے ہیں۔ عورت صدیقہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ سب لوگ کہتے ہیں۔ مریم صدیقہ۔ عائشہ صدیقہ۔ عورت شہید ابھی شامل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ کئی مسلمان عورتیں شہید ہوئی ہیں۔ اور صالح تو ہوتی ہی ہیں۔ اگر کوئی عہدہ عورت کو نہیں مل سکتا تو وہ صرف نبوت کا ہے۔

پس اللہ تعالےٰ نے اس سورۃ میں یہ بیان فرمایا تھا۔ کہ ہم اب بھی تجھے کثرت دیں گے اور آئندہ زمانہ میں بھی تجھے ایک بہت بڑا

روحانی فرزند

دیں گے۔ وہ کثیر الخیر ہوگا۔ کثرت سے وہ قرآن کریم کی دولت کو لٹائے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آج ہی ساری نعمتیں تیرے لئے ختم نہیں کر دیں بلکہ خدا تعالےٰ کی اس سنت کے مطابق کہ ہر نبی کی جماعت پر کچھ عرصہ کے بعد ضعف کا زمانہ آتا ہے۔ جب تیری امت پر ضعف کا زمانہ آئے گا۔ اور شیطان لوگوں کو گمراہ کرنے لگے گا۔ تو اس وقت ہم تجھے ایک روحانی بیٹا عطا کریں گے۔ جو بڑا اکثیر الخیر ہوگا۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ پس تو اس کی پیدائش کی خوشی میں آج ہی اس کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور دعا کر۔ اور اس شکریہ میں قربانیاں کر۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ اس وقت تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تیرا دشمن ہی ابتر ہے تو ابتر نہیں۔ پہلے معنوں کے لحاظ سے دشمن سے مراد ابوجہل عتبہ اور شیبہ وغیرہ ہیں۔ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے ابتر سے مراد وہ تمام قومیں ہیں۔ جو آج اسلام پر حملہ کر رہی ہیں۔ چنانچہ اس وقت جب اسلام ضعیف ہو گیا جب مسلمانوں کی طاقتیں کمزور ہو گئیں۔ جب عیسائی مصنفوں نے یہ لکھنا شروع کر دیا۔ کہ ہم نے اسلام کو کھا لیا ہے۔ اب وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ مسلمان مصنفین نے بھی اسلام کی طرف سے

دشمن کے مقابلہ میں معذرتیں

لکھنا شروع کر دیں۔ اور عام طور پر یہ خیال کیا جانے لگا۔ کہ اب اسلام میں یہ طاقت نہیں رہی کہ وہ دوسرے مذاہب کا مقابلہ کر سکے۔ ہندوؤں میں بھی جوش اٹھا۔ اور پنڈت دیانند اور دوسرے لوگ اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ہم اسلام کو مٹا دیں گے۔ دوسرے ممالک مثلاً چین وغیرہ میں بھی جو مسلمانوں کو غلبہ حاصل تھا۔ وہ جاتا رہا۔ اور بدھ اور کنفیوشس مذہب کے پیروؤں نے بھی خیال کیا۔ کہ ان کا مذہب غالب آگیا ہے۔ اور اسلام کو انہوں نے مٹا دیا ہے۔ غرض لوگوں نے خیال کر لیا کہ اسلام کی شکل روحانی دنیا سے مٹ گئی ہے۔ اور یہی خبر اس سورۃ میں رہ گئی تھی کہ آج ہی نہیں

بلکہ اور زمانہ میں بھی دشمن کہیں گے۔ کہ ہم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی اولاد کو ختم کر دیا ہے۔ مگر فرمایا ہم تجھے ایک ایسا بیٹا دیں گے جو بڑا اکثیر الخیر ہوگا۔ اور وہ دنیا کو چیلنج کرے گا۔ کہ

یئں

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روحانی بیٹا

ہوں۔ اور میرے ذریعہ سے اسلام دوبارہ دنیا پر غالب آئے گا۔ وہ تمام مذاہب کے مقابلہ میں کھڑا ہوگا۔ اور اعلان کرے گا۔ کہ میں زندہ نمونہ ہوں۔ اس بات کا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ مگر تمہارے مذاہب زندہ نہیں ہیں اگر تم سمجھتے ہو کہ تم زندہ مذہب کے پیرو ہو۔ تو تم میرے سامنے وہ زندہ شخص پیش کرو۔ جس پر خدا تعالیٰ کا تازہ کلام اترتا ہو۔ مگر ساری قومیں ابتر ہو کر رہ جائیں گی۔ اور وہ اسلام کے پہلوان کے مقابلہ میں اپنا کوئی پہلوان پیش نہیں کر سکیں گی۔ چنانچہ عملی لحاظ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے ایسا ہی بیٹا دیا۔ اور اس نے اعلان کیا۔ کہ آج محمدی چشمہ ہی جاری ہے۔ باقی تمام چشمے سوکھ گئے ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت میری ذات ہے۔ میں اُسی چشمہ کا پانی پی کر زندہ ہوا ہوں۔ اور اسی چشمہ کے پانی سے تمام دنیا کو زندہ کرنے والا ہوں۔ غرض دوبارہ دنیا نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا۔ کہ وہ ابتر ہیں۔ اور دوبارہ اس نے کہا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی نسل دنیا سے مٹ گئی ہے تب پھر خدا تعالےٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک روحانی بیٹا دیا۔ جس نے دنیا کو چیلنج کیا۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روحانی بیٹا ہوں تم بھی اپنے

نبیوں کے روحانی بیٹے

میرے مقابلہ میں پیش کرو۔ مگر آج پچاس سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ نہ ہندو کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں۔ نہ عیسائی کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں نہ یہودی کوئی روحانی پیش کر سکے ہیں نہ کنفیوشس مذہب کے پیرو کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں۔ اور نہ ہی یوروپ کا فلسفہ کوئی بیٹا پیش کر سکا ہے۔

پچاس سال سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا چیلنج

موجود ہے۔ کہ تم میں کوئی نور ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی سچائی ہے۔ اگر تمہارے اندر صداقت ہے تو تم میرے مقابلہ میں اپنا کوئی روحانی بیٹا پیش کرو۔ جس نے تمہارے مذہب پر چل کر خدا تعالےٰ کے انعامات کو حاصل کیا ہو۔ مگر پچاس سال ہو گئے کوئی مذہب اپنا روحانی بیٹا پیش نہیں کر سکا۔

یہ عید بھی اسی کوثر کے وعدے کو پورا کر رہی ہے۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شروع میں بہت کم لوگوں نے مانا۔ اور قبول کیا۔ ایسا ہی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو ابتداء میں لوگوں نے نہیں مانا۔ آپ ایک فرد واحد کی حیثیت میں تھے۔ جب آپ نے دنیا کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ مگر جس طرح آج سے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عید منائی تھی جو حج کے بعد آئی۔ اور اسی موقع آپ نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ خدا نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا ہے اسلام قائم ہو گیا ہے۔ اور دین اپنے کمال کو پہنچ گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

آج یہ عید

بھی اس رنگ کی عید ہے۔ یہ وہ جلسہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو اکٹھا کرنے کے لئے قائم کیا۔ اور یہ جلسہ ان ایام میں آیا ہے۔ جبکہ فصل لربک وانحر کا نظارہ نظر آرہا ہے۔ چنانچہ کل حج تھا۔ اور آج ہم سب عید منا رہے ہیں۔ پس آج خدا کا یہ کلام پھر پورا ہو رہا ہے۔ کہ انا اعطینٰک الکوثر۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اکیلے تھے۔ انہیں خدا تعالےٰ نے آتنی کثیر جماعت دی ہے۔ کہ آج آلہ نشر الصوت کے بغیر ان تک آواز بھی نہیں پہنچ سکتی۔ پس فصل کے حکم کی تعمیل تو ہم کر ہی چکے ہیں اب ہم قربانیاں کریں گے۔ اس خوشی میں کہ اللہ نے ہمیں کوثر عطا کیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے ہمیں کوثر عطا کیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے ہمیں

ظاہری کثرت

بھی دی۔ جس طرح اس نے ہمیں روحانی انعامات کی کثرت دی ہے۔ اور ہم خدا کا شکر ادا کریں گے۔ کہ اس نے ایک بار پھر دنیا پر ثابت کر دیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی صاحب اولاد ہیں۔ اور آپ کے دشمن ہی ابتر ہیں۔ دیکھو آج ہم یہاں کتنی کثرت سے موجود ہیں۔ افسروں میں نے ۲۴ ہزار آدمیوں کا اندازہ بتایا تھا مگر بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ اندازہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس وقت عورتوں کی مردم شماری اندازہ سے بہت زیادہ نکلی گویا قریباً۔

تیس چالیس ہزار آدمی

اس وقت جلسہ میں شامل تھے۔ اور آج بھی قریباً اتنے ہی ہیں۔ اگر کچھ فرق ہے۔ تو بہت معمولی ہے۔ پس اس وقت تیس ہزار کے قریب مرد و عورت بیٹھے ہیں۔ اتنے کثیر مجمع کے مقابلہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کتنے تھے؟ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن صرف سینکڑوں تھے اور آپ اکیلے تھے مگر آج خدا تعالےٰ کے فضل سے ہم میں سے ہر ایک فخر کے طور پر نہیں تکبر کے طور پر نہیں۔ ریا کے طور پر نہیں بلکہ

امر واقعہ کے اظہار کے طور پر

یہ کہنے کے لئے تیار ہے۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں۔ کیا ہے کوئی اس تیس چالیس ہزار میں سے جو یہ کہہ سکے۔ کہ میں ابوجہل کا بیٹا ہوں۔ یا عتبہ اور شیبہ کا بیٹا ہوں۔ یقیناً ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے۔ پھر عید کا یہ اجتماع صرف اسی مقام پر نہیں بلکہ دنیا کے ہر گوشہ میں اس وقت لوگ جمع ہیں۔ ہر ملک میں لوگ جمع ہیں۔ اور ہر علاقہ میں لوگ جمع ہیں۔ ان لاکھوں لاکھ لوگوں میں ہر شخص اس تمنا کے ساتھ اس اجتماع میں شریک ہوتا ہے۔ کہ کاش میرا یہ ظن سچا ہو۔ کہ

میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں

مگر ابوجہل کی اولاد میں سے آج اگر کوئی ہے بھی تو وہ یہ نہیں کہے گا۔ کہ میں ابوجہل کی اولاد میں سے ہوں۔ بلکہ وہ بھی یہی کہے گا کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں۔

پس ہم اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے مسلمانوں کو تکلیف کی زندگی سے بچا کر انہیں کوثر عطا کیا۔ اور ہم اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال کے بعد اس نے آج پھر ہم کو چنا۔ اور پھر وہی نظارہ انہی حالات میں سے گزار کر ہم کو دکھایا۔ اور ہمیں ع

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

کا مصداق بنا کر وہی ایمان افروز نظارہ دکھا دیا۔ پس آؤ ہم دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں واقعہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند بننے کی توفیق بخشے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو اور بھی ابتر کرے۔ اللّٰھم آمین۔

(الفضل ۸/۲۴)

بقیہ قربانی کے احکام ص۲

قربانی آج اور کل اور پرسوں کے دن ہو سکتی ہے لیکن اگر سفر ہو یا کوئی اور مشکل ہو۔ تو حضرت صاحب کا بھی اور بعض اور لوگوں کا بھی خیال ہے کہ اس سارے مہینہ ہی قربانی ہو سکتی ہے۔

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ ان دنوں میں تیسرے دن تک تکبیر و تحمید کیا کرتے تھے۔ اور اس کے مختلف کلمات ہیں۔ اصل غرض تکبیر و تحمید ہے۔ خواہ کسی طرح ہو۔ اور اس کے متعلق دستور تھا کہ جب مسلمانوں کی جماعتیں ایک دوسری سے ملتی تھیں تو تکبیریں کہتی تھیں۔ مسلمان جب ایک دوسرے کو دیکھتے۔ تو تکبیر کہتے۔ اُٹھتے بیٹھتے تکبیر کہتے۔ کام پر لگتے تو تکبیر کہتے۔ لیکن ہمارے ملک میں جو یہ رواج ہے کہ صرف نماز کے بعد کہتے ہیں۔ اس خاص صورت میں کوئی ثابت نہیں اور یہ غلط طریق رائج ہو گیا ہے۔ باقی یہ کہ تکبیر کس طرح ہو۔ یہ بات انسان کی اپنی حالت پر منحصر ہے جس کا دل زور سے تکبیر کہنے کو چاہے وہ زور سے کہے۔ جس کا آہستہ وہ آہستہ مگر آواز نکلنی چاہیئے۔

قربانیوں کے گوشت

کے متعلق یہ حکم ہے کہ یہ صدقہ نہیں ہوتا۔ چاہیئے کہ خود کھائیں، دوستوں کو دیں۔ چاہے تو سکھا بھی لیں۔ امیر غریبوں کو دیں غریب امیروں کو اس سے محبت بڑھتی ہے۔ لیکن محض امیروں کو دینا اسلام کو قطع کرنا ہے اور محض غریبوں کو دینا اور امیروں کو نہ دینا اسلام میں درست نہیں۔ امیروں کے غریبوں اور غریبوں کے امیروں کو دینے سے

محبت بڑھتی ہے

اور مذہب کی غرض جو محبت پھیلانا ہے پوری ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ امیر غریبوں کو دیں اور غریب امیروں کو تاکہ محبت بڑھے۔ پس یہی چند نصائح ہیں جو میں کرنا چاہتا ہوں۔

(الفضل ۱۷ر اگست ۱۹۲۲ء)

سے ۱۰، ۱۱، ۱۲، ذوالحجہ (بدر)

المبشر عالم احمدیت

غیر ممالک میں جماعت کی مساعی اور اثر و نفوذ

مشن ہالینڈ مشن ہالینڈ. مکرم مولوی غلام احمد صاحب بشیر انچارج مشن زر دہ ۱۱ اپریل کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اخبار اور خطوط کے ذریعہ اطلاع دے کر بمقام آرنہم جلسہ کیا۔ جس میں میں نے ایک گھنٹہ تک صداقت اسلام کے متعلق تقریر کی۔ اور دو گھنٹہ تک سوال و جواب ہوتے رہے اور گیارہ بجے رات جلسہ ختم ہوا۔ اور رات ایک بجے ہیگ واپس پہنچے۔ ہیمبیگ میں ایک جلسہ کر کے مسیح کی صلیبی موت کے موضوع پر تقریر کی۔ حاضری بہت کافی تھی۔ عقلی و نقلی دلائل سے وفات مسیح اور کشمیر میں قبر مسیح کا ذکر کیا۔ بعد میں سوالات کے جواب دیئے اور رات گیارہ بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ ایمسٹرڈم میں بھی اسلام کے متعلق ایک جلسہ کیا گیا۔

ENSCHEDE کی ایک سوسائٹی کی دعوت پر اسلام کی ضرورت بمقابلہ دیگر مذاہب کے موضوع پر تقریر کی اور تبادلہ خیالات کیا۔ بہت اچھا اثر ہوا۔ اور دوستوں نے ہمارا لٹریچر خرید۔ روٹرڈم کے ایک ادبی کلب کی طرف سے موعو ہونے پر اسلام پر تقریر کی گئی جس کے بعد ۱/۲ ۲ گھنٹے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ دوسرے دونوں مبلغ بھی ساتھ تھے۔ بہت سے لوگوں نے ہمارا لٹریچر خریدا۔ وہاں کے نوجوان کے ایک کلب کے موعو کرنے پر اسلام کی ضرورت و فضیلت پر ایک گھنٹہ تقریر کی اور ۱/۲ ۱ گھنٹہ تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ ایمسٹرڈم کے ایک کلب کے موعو کرنے پر اسلام. ضرورت اسلام بموجودگی غیر مذاہب پر کامیاب تقریر ہوئی۔ کافی لوگوں نے ہمارا لٹریچر خریدا۔ ایک قید خانہ کے ڈائرکٹر کی طرف سے اور ایک ملٹری اسٹیشن سے اسلام کے متعلق تقریروں کے لئے دعوت ملی۔ لیکن پادریوں کی طرف سے مخالفت کے باعث انہوں نے ایک اور موضوع رکھ دیا جس کے ضمن میں اسلام کے متعلق معلومات دینے کا موقعہ مل گیا۔ اگر پادریوں کا بس چلے تو ہمیں ملک سے نکال دیں۔

اس عرصہ میں جس ترجمۃ القرآن کی طباعت مکمل ہوئی جسے سرانجام دینے کے لئے محترم ناصر احمد صاحب بی اے سونٹزرلینڈ سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک پریس کانفرنس میں پریس کے نمائندگان نے مختصر تقریر کے بعد یہ ترجمہ کی پہلی کاپی محترم شیخ صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ شیخ صاحب نے اسے وصول کرتے ہوئے مختصر تقریر میں اس کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے پریس والوں کو بھی مبارکباد دی۔ جن کی مدد سے ایسی بابرکت کتاب تیار ہوئی۔

قریباً ۱/۲ ۱ ہزار نسخے ڈچ ترجمۃ القرآن کے دکانداروں کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ ڈچ لوگ قرآن مجید میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔ جلسہ جمعہ اور جمعہ کی شام کے درس میں بعض احباب جماعت اور دیگر احباب باقاعدہ شامل ہوتے رہے۔ مکرم مولوی ابوبکر صاحب فاضل۔ اسپارہ میں خاص طور پر کوشاں رہے۔ بہت سے دوست آپ سے قرآن مجید ناظرہ اور عربی سیکھتے رہے تین احباب قرآن مجید ناظرہ پڑھ سکتے ہیں۔ بعض کسی قدر عربی میں بول بھی لیتے ہیں۔ مولانا صاحب موصوف ایک پروفیسر کے ساتھ ایک بہت ضروری کتاب کا ڈچ زبان سے انڈونیشین زبان میں ترجمہ کرنے میں مشغول رہے جس سے مولوی صاحب کی قابلیت کا کافی چرچا ہو جائے گا۔ مسٹر ولیون ہر جمعہ کے روز دیئے جانے والے خطبہ کا خلاصہ ہیگ خبر کے باہر کے احباب کو بھجواتے رہے تا عدم شرکت کے باوجود معلومات میں اضافہ ہو۔

ترجمۃ القرآن انگریزی کی طباعت کے ابتدائی انتظامات شروع ہو چکے ہیں ایک ناشر سے گفتگو رہی ہے۔ اگر وہ تیار ہوگئے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی وسیع اشاعت کا انتظام ہو جائے گا۔ احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

اخبار ربوہ (۱) حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مقامی قاضی مقرر ہوئے ہیں۔

(۲) بجلی کا کنکشن تحریک جدید کے دفاتر اور تحریک جدید کے بعض کوارٹرز کو ملا۔

(۳) جو مساجد میں روزانہ درس قرآن مجید اور حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے۔

(۴) حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ہر جمعہ کو بعد مغرب محلہ ج میں کسی دینی موضوع پر تقریر فرماتے ہیں

(۵) تعلیم الاسلام کالج کی تعمیرات سرعت سے تکمیل پذیر ہو رہی ہے۔

(۶) ۲۲ر جولائی مبلغ سیرالیون (مغربی افریقہ) مولوی نذیر احمد صاحب رائے ونڈی تشریف لائے نے بسٹیشن پر آپ کا استقبال کیا گیا۔

ربوہ کے تاثرات حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے خاکسار کو ربوہ کے تاثرات رقم فرمائے جو افادہ کے لئے درج کئے جاتے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ربوہ مقدسہ ۲۲ر مئی کی صبح کو پہنچا۔ اس مقدس سرزمین کے جو کو روحانیت کے انتشار سے بھرپور راہ و معطر پاکر میں نے اپنے آپ کو اس مادی دنیا اور اس کے تاثرات سے خالی کسی نئی زمین اور نئے ہی خالص روحانی عالم میں موجود پایا۔ فالحمد للہ۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اس مقام پاک کا منظر اور سماں ماحول کچھ ایسے رنگ میں پایا کہ کچھ وقت تک میں اس کے تاثرات ہی میں گم رہا۔ میرے مکرم! میں کمزور مبل دل و دماغ اور بینائی تک بھی کمزور میں کا اثر ہے۔ لکھنے سے قاصر ہوں۔ قصہ مختصر یہ کہ میں نے، اس مقام پاک میں پہنچ کر گویا ایک نئی روحانی زندگی پائی اور بالکل ہی اس کا نیا آسمان محسوس کیا۔ اور نہ صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اسلامی تاریخ سے متعلق بعض روایات و واقعات کے مناظر آنکھوں میں پھرنے لگے بلکہ ابراہیمی زمانہ کی تاریخ دہرائی جاتی۔ میں نے دل کی آنکھوں سے دیکھ کر محسوس کر کے لطیف روحانی کا نہایت گہرا اور پائیدار بلکہ کبھی نہ زائل ہونے والا سرور پالیا۔ الحمد للہ۔

امام مسجد لنڈن امام مسجد لنڈن چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ BRONCHITIS سے بیمار ہیں۔ اور دوائی کی وجہ سے آنکھوں پر بھی اثر ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

مبلغ سپین میڈرڈ ۱۲ر جولائی. چوہدری کرم الٰہی ظفر مبلغ سپین مع اہلیہ بخیریت پہنچ گئے ہیں۔

سیرالیون. ۲۲ر جولائی. مولوی نذیر احمد علی صاحب مبلغ بخیریت پہنچ گئے ہیں۔

واپسی مبلغ سیرالیون کراچی ۱۳ر جولائی مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ جماعت احمدیہ سیرالیون (مغربی افریقہ) بذریعہ ہوائی جہاز نو سال تک فریضۂ تبلیغ انجام دینے کے بعد پہلی مرتبہ واپس آئے۔

سیرالیون (مغربی افریقہ) اس علاقہ میں جہاں کے حالات ہمارے حالات سے علاوہ مختلف ہیں۔ احمدیت کی تبلیغ سہل کام نہیں۔ احباب کی اطلاع کے لئے بعض حالات درج کئے جاتے ہیں۔

عورتوں کے لئے ایک سوسائٹی مخصوص ہے۔ جو لڑکی شادی سے قبل اس میں شامل نہ ہو اس کی شادی میں روک ڈالی جاتی تھی۔ اب شادی کے بعد ایک دو بچوں والی عورتیں بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ اس سوسائٹی میں داخل ہو کر اسے جنگل میں ایک سال تک رہنا پڑتا ہے لڑکیوں کو وہاں غیر اخلاقی اور بے راہ روی اور ناچ گانے وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس سوسائٹی کے متعلق کسی کو کسی قسم کی بات کرنے کا حق نہیں۔ اگر کوئی شخص ان کے خلاف بات کرتا دیکھا جائے تو جرمانے وغیرہ کی سزا دی جاتی ہے۔ حکومت بھی اس رسم و رواج پر دخل نہیں دیتی۔ اگر اس سوسائٹی کی کوئی خاص ممبر مر جائے تو سوسائٹی یا چیف دراوہ کی طرف سے گاؤں والوں کو اپنے دروازے بند کر لینے کا حکم ہوتا ہے۔ عورتیں ہی اس کا جنازہ جنگل میں لے جاتی ہیں۔ پھر واپس لا کر دفن کرتی ہیں۔ بعض دفعہ لیے ایک چکر لگانے جاتے ہیں۔ اگر کوئی دروازہ کھول لے تو اسے چیف کی طرف سے سزا دی جاتی ہے۔ مرد جنگل میں جتنا عرصہ گذارتے ہیں ننگے رہتے ہیں۔ اپنے میں سے ایک کو مار کر اس کا گوشت بھی کھاتے ہیں۔ ایک سوسائٹی تھی جس میں مردم خوروں کی مشق کرائی جاتی تھی۔ ایک قسم کی دوائی بھی اس سوسائٹی میں تیار ہوتی تھی۔ جس میں انسانی جسم کا حصہ بھی شامل کیا جاتا گو حکومت نے اس سوسائٹی کو ممنوع قرار دیا لیکن اب بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔

انگریزی حکومت کی وجہ سے بعض بڑے اثرات یہاں پیدا ہوئے ہیں۔ عورت مرد کا اختلاط اور بے حیائی حد درجہ بڑھ گئی ہے جو پہلے معدوم تھے۔ اور شراب نوشی بکثرت ہو گئی ہے۔ اور ناچ گانا بھی بہت رائج ہو گیا ہے یہاں تک کہ راگ باجا کافی فاصلہ پر بج رہا ہو کان میں آواز آتے ہی عورتیں بھی بے اختیار ناچنا شروع کر دیں گی۔ انگریزی نے ان کے دماغ میں احساس کمتری پیدا کر دیا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا میں ایک ذلیل مخلوق ہیں۔ لیکن احمدیت کی وجہ سے کچھ ترقی اور تفوق کا احساس پیدا ہو رہا ہے اور تہذیب یافتہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں درحقیقت لڑکی کو فروخت کیا جاتا ہے۔ تعداد پر کوئی پابندی نہیں۔ بعض سردار ایک ایک سو بیویاں بھی رکھتے ہیں۔ جس سے زیادہ رقم ملے اسے لڑکی دے دیتے ہیں۔

دو تین سو سال سے سونا ہیرے اور جواہرات انگریز اپنے ملک کو یہاں سے لے جا رہے ہیں۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

تنقیدات

مسلمان اور مودودی تنظیم

مودودی سہ روزہ دعوت دہلی اپنی اشاعت مورخہ ۲۸ر جون میں لکھتا ہے کہ:۔

"کیا کوئی سمجھدار انسان ہندوستان کے مسلم معاشرے کا جائزہ لیکر یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ ایک ایسا قیمتی اثاثہ ہے جس کی انسانیت کے ہر طبقہ کو ضرورت ہے ..... آج ہندوستان سے مسلمانوں کو ہٹا دیا جائے تو ہندوستان کی موجودہ زندگی میں کوئی فرق نہیں آسکتا زیادہ سے زیادہ یہی تو فرق ہوگا کہ سینما کی بھیڑ چھٹ جائے گی شعرو شاعری کی .... محفلیں عرس اور میلوں میں کچھ کمی ہو جائے گی ..... مسلمانوں کا وجود اور عدم وجود دونوں اس کے لئے برابر ہیں"۔

"کچھ عرصہ قبل کھنڑل (گجرات) میں ایک ہزار کے قریب مسلمانوں کے شدھ ہو جانے اور اسلام کو ترک کر کے ہندو دھرم قبول کر لینے کی لرزہ خیز خبر موٹی موٹی سرخیوں سے اخبارات میں آئی۔ اس موقعہ پر آریہ سماج اور دوسرے ان اداروں کو جنہوں نے اس تحریک میں حصہ لیا خوب جلی کٹی سنائی گئی۔ خوب انگلیاں کاٹی گئیں اور دانت کچکچائے گئے۔ غرض کوئی جذباتی حرکت ایسی نہ تھی جو نہیں کی گئی۔ لیکن اس کے مقابلے میں جاہل مسلمانوں میں اسلام کا شعور پیدا کرنے اور انہیں اسلام کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرانے کا کام تقریباً صفر کے برابر رہا ..... چنانچہ ابھی کھڑال کے واقعہ کی یاد تازہ ہی تھی کہ اس علاقہ میں دوبارہ "اوڈ" قوم کے شدھ ہو جانے کی خبر اخبارات میں آئی۔"

مودودی صاحبان فرمائیں کہ اگر حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے مسلمانوں سے الگ تنظیم کر لی تو یہ امر کیونکر قابلِ اعتراض ٹھہرا۔ کیا اسی وجہ سے خود مودودی صاحب نے الگ تنظیم قائم نہیں کی؟ جماعت اسلامی کے قیام و نصب العین کے متعلق وہ تحریر کرتے ہیں:۔

"اس لئے ہمارے سامنے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ ان لوگوں کو جمع کریں جو موجودہ جماعتوں کے طرزِ عمل سے غیر مطمئن اور صحیح اسلامی اصولوں پر کام کرنے کے خواہشمند ہیں۔ چنانچہ شعبان ۱۳۶۰ھ اگست ۱۹۴۱ء میں ہم نے ان لوگوں کا اجتماع منعقد کیا اور باہمی مشورے سے جماعت اسلامی قائم کی"۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش زیرِ عنوان جماعت اسلامی کی تشکیل ۱۹۴۷ء)

پھر انبیاء کا طریقہ کار بطورِ مثال ذکر کر کے تحریر کرتے ہیں:۔

"اس طریقہ کو ہم نے اختیار کیا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس ایک دعوت اور طریقِ کار کے علاوہ دوسری دعوتیں اور طریقہ ہائے کار سراسر باطل ہیں"۔

(روئداد جماعت اسلامی حصہ سوم)

مسلمانوں کے حقوق بھارت میں

امن کا قیام حکومت کی اولین ذمہ داری ہے لیکن بعض غیر مسلم اخبارات کا صرف یہ کام ہے کہ مسلمانوں کو غدار اور پاکستانی کہتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کی کوئی بھی بات ان کو نہیں بھاتی اور وہ اعتراض کی خاطر اعتراض کرتے ہیں خود کانگرس حکومت اور پنڈت نہرو جیسے دیش سیوک پر ہزاروں نکتہ چینیاں کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی مسلم اخبار اپنے حقوق کی حفاظت کی طرف توجہ دلائے تو غدار اور پاکستانی اور گردن زدنی قرار پاتا ہے۔ جس سے تشدد کی پیدا ہوتی ہے حکومت کا فرض ہے کہ دو فرقوں میں افتراق پیدا کرنے والی کارروائیوں کا بکلی سدِ باب کرے تا بھارت کی متعدد قوموں میں اتفاق و اتحاد کی ترقی ہو۔

معاصر الجمعیتہ دہلی نے جائز طور پر ذکر کیا کہ وزیر آبادکاری نے مشرقی بنگال سے آنیوالے ہندوؤں کی آبادکاری کے لئے بجٹ سے تنتیس کروڑ روپیہ کا مطالبہ کر دیا ہے۔ لیکن خود بھارت کے مسلمان جو اپنی املاک سے سات سال سے محروم ہیں اور طرح طرح کے مصائب کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان کی آبادکاری کا وزیر موصوف کو موصوف کو کبھی خیال نہیں آیا کتنی معقول بات تھی کہ ملک کے سارے نواسیوں کا حکومت پر مساوی حق ہے۔ ان کی آبادکاری کی طرف کیوں دھیان نہیں دیا جاتا۔ لیکن اتنی سچی اور اہم بات بھی ایک ہندو معاصر کو حد درجہ تلخ محسوس ہوئی اور اس پر یہ اعتراض کر دیا کہ وزیر آبادکاری کا کام پاکستان سے آنے والے پناہ گزینوں کو آباد کرنا ہے۔ اس لئے ان کو توجہ دلانا بے معنی ہے۔ گویا ہندو معاصر کے نزدیک وزیر آبادکاری کی بجائے کسی اور وزیر کو مخاطب کرنا چاہیئے تھا سو مطالبہ تو اپنی جگہ جائز ٹھہرا۔ کیا ہی بہتر ہوتا کہ معاصر مذکور سچی ہمدردی کا اظہار کر کے خود اس مطالبہ کی تائید کرتا۔ اور وزیر محکمہ متعلقہ کو توجہ دلاتا۔

کیا ان سات سالوں میں انہوں نے مسلمانوں کی آبادکاری اور ان کی تکالیف کی دوری کے لئے کیا ایک بار بھی صدائے احتجاج بلند کی ہے؟ اگر نہیں تو کیا ان معاصرین کو بھی سیکولرازم میں دلچسپی ہے؟ نیز ہم معاصر نے کیوں نہ کوئی مثال پیش کر دی کہ حکومت نے مسلمانوں کی تکالیف کے رفع کرنے کا یہ یہ انتظام کر رکھا ہے۔ لہٰذا ہر اس کا تو یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم معاصر کے نزدیک ایسی کوئی مثال نہیں۔

مسلمان بہت سی وجوہات سے بری طرح اقتصادی بدحالی کا شکار ہو رہے ہیں۔ تقسیم ملک کے موقعہ پر خطرہ کے باعث جن کو دہلی وغیرہ میں اپنے مکانات سے نکلنا پڑا۔ پناہ گزین اس میں گھس گئے۔ اور مسلمانوں کو ان کی واپسی کے لئے مقدمات کرنے پڑے۔ مقدمات کے لئے ہزاروں روپیہ کی ضرورت تھی۔ ایک طرف اپنی املاک سے اور ان کی آمد سے محروم ہونا پڑا۔ مقدمات کی فکر علیحدہ۔ صبح و شام کے گذارہ کے لئے تنگ و دو الگ۔ پھر مشکل یہ کہ محکمہ کسٹوڈین میں اوپر سے نیچے تک پناہ گزین ملازم۔ جن کی آنکھوں میں مسلمان خار کی طرح کھٹکتے تھے۔ کہ کب وہ جائداد سے محروم ہوں اور پناہ گزین ان پر قابض ہوں۔ گویا کہ مدعی علیہ خود ہی جج۔ پھر اپیل بھی انہی کے پاس ہوتی۔ ان مشکلات میں اس امر سے بھی اضافہ ہوا کہ قانون بنایا گیا کہ بغیر اجازت کے جائداد فروخت نہیں کر سکتے تھے۔ اور اگر Intending evacuee (متوقع مہاجر) قرار پائیں تو جمع کردہ روپیہ بھی بغیر اجازت زیرِ تصرف نہ لا سکتے تھے۔ گویا کہ ان مشکلات کا حل اپنی جائداد کا ایک حصہ فروخت کر کے بھی نہیں کر سکتے اب بھی یہ قانون ہے کہ ایک مسلمان اپنی جائداد فروخت کر سکتا ہے بشرطیکہ بعد فروخت ایک (یا شاید دو سال) بھارت میں قیام رکھے۔ بھلا اب جائداد کون خریدے گا۔ خریدار کو کھٹکا لگا رہے گا کہ اگر فروخت کنندہ میعاد سے قبل ہجرت کر گیا تو جائداد پر محکمہ کسٹوڈین قبضہ کر لیگا اور میں ہاتھ ملتا رہ جاؤں گا۔ مسلمانوں کو نانِ شبینہ تک محتاج ہونے کے باعث اپنی جائدادیں کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کرنی پڑیں۔ ہزارہا مسلمان ابتک اپنی جائدادوں سے محروم ہیں تبھی ہند پارلیمنٹ نے ماضی میں ایسے اصحاب کو دو ماہ کی مہلت کہ وہ اپنی املاک کی واپسی کے لئے دعوے دائر کر دیں اور ہزاروں نے درخواستیں دی ہیں۔ ایسی مفلسی کی حالت میں جبکہ حق طلبی اور حصولِ انصاف سستا نہیں پڑتا۔ ہزاروں رہ بھی گئے دنیا ہی اس امر کا بین ثبوت ہے کہ مسلمانوں پر ان سالوں میں کیا بیتی۔ قادیان ہی میں دیکھئے صدر انجمن خزینہ کا پچاس سال سے رجسٹر ڈپاڈی ہے (باقی ۔۔۔ پر)

۶ مارچ کو لاہور میں قرون مظلمہ کی یورپی تاریخ کے قتلِ عام کی یاد تازہ ہو رہی تھی

پاکستان کے دشمن ایک مذہبی تحریک کے لبادے میں داخلی خلفشار پیدا کر کے ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچا رہے ہیں

(دوش مارچ کو مسٹر دولتانہ کا بیان)

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا تیسرا باب

گورنر اور وزیر اعلیٰ دونوں چاہتے تھے کہ اس بیان کو نماز جمعہ سے قبل ہوائی جہاز پر سے مساجد میں پھینکا جائے۔ گورنر نے وزیر اعلیٰ اور ارکان کابینہ کی موجودگی میں ہوم سیکرٹری سے کہا کہ وہ ٹیلیفون پر یہ بیان خلیفہ شجاع الدین کو پڑھ کر سنائیں جنہیں اسی روز یا ایک روز پہلے کے ایک اشتہار کے ذریعے سے مجلس عمل کا چوتھا ڈکٹیٹر نامزد کیا گیا تھا۔ ہوم سیکرٹری یہ حکم بجا لائے اور خلیفہ شجاع الدین کو نہ صرف ٹیلیفون پر یہ بیان پڑھ کر سنایا۔ بلکہ گورنر کی خواہش کے مطابق اس کی نقلیں بھی ان کی قیامگاہ پر بھجوائیں۔ گورنر خلیفہ صاحب کی تسلی کرنے کے لئے بڑے بے تاب نظر آتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے یہ بات بار بار دریافت کی کہ بیان کی نقلیں خلیفہ صاحب کو پہنچانے کے متعلق ان کے احکام کی تعمیل ہو چکی ہے یا نہیں؟ گورنر نے انسپکٹر جنرل پولیس کو بھی یہ ہدایت کی کہ وہ اس بیان کو لاؤڈ سپیکر کے ذریعے سے گاڑیوں پر شہر بھر نشر کر دیں۔ گورنر اور وزیر اعلیٰ کے زیر ہدایت اس بیان کا ترجمہ فوراً اضلاع میں تار کے ذریعے سے بھیج دیا گیا۔

قتل عام

وہ دن "سینٹ بارتھلیمو ڈے" یعنی قرون مظلمہ کی یورپی تاریخ کے اس رسوا کن دن کی یاد تازہ کرنے والا تھا۔ جب مذہبی بنا پر قتل عام ہوا۔ اور قریب تھا کہ ہو بہو وہی نقشہ پھر نظر آنے لگے۔ کہ دن کے ڈیڑھ بجے مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ اس سے پہلے روز ایک احمدی مدرس مارا گیا تھا۔ ۶ر مارچ کو ایک احمدی محمد شفیع برما والا مارا گیا۔ کالج کے ایک احمدی طالب علم جمال احمد کو بھاٹی دروازہ کے اندر چھرا گھونپ کر مار ڈالا گیا۔ ایک اور شخص مرزا کریم بخش کو جو احمدی تھا یا جس کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ احمدی ہے۔ فلیمنگ روڈ پر چھرا گھونپ دیا گیا اور اس کی لاش کو اسی کے جلتے ہوئے فرنیچر کے ڈھیر میں جھونک دیا گیا۔ اس روز حسب ذیل احمدیوں کا مال اسباب لوٹا یا جلایا گیا۔ پاک ریز شفا میڈیکل ہال۔ آرسوکو موسے اینڈ سنز کی دکان۔ راجپوت سائیکل ورکس۔ ملک محمد طفیل اور ملک برکت علی کے عمارتی لکڑی کے اور دوسرے گودام میسن روڈ پر ملک عبدالرحمٰن کا مکان۔ مزنگ روڈ اور ٹمپل روڈ پر پانچ احمدیوں کے مکان۔ جن میں شیخ نور احمد ایڈووکیٹ کا مکان بھی شامل ہے۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور مسٹر بشیر احمد کا جو ایک سرکردہ ایڈووکیٹ ہیں مکان تیسرے پہر ہجوم نے گھیرے میں لے لیا۔ اور لوگ اس میں داخل ہونا چاہتے تھے جب کہ مسٹر بشیر احمد نے اپنی حفاظت کے لئے چند گولیاں چلا دیں۔ اس پر ایک فوجی عدالت میں مقدمہ بھی چلا۔ جس میں انہیں بری کر دیا گیا۔ ۶ر اور ۷ر مارچ کی درمیانی رات عبدالحکیم مالک پاینیر الیکٹرک اینڈ بیٹری سٹیشن میکلوڈ روڈ کے مکان پر حملہ کر کے ان کی بوڑھی ماں کو مار ڈالا گیا۔

وزیر اعلیٰ کے نقش قدم پر

وزیر اعلیٰ کے ۲ر مارچ کے بیان کے بعد پنجاب میں مسلم لیگ کی متعدد تنظیموں نے مطالبات کی حمایت میں قرار دادیں منظور کیں۔ مثلاً ۲ر مارچ کو میاں چنوں مسلم لیگ نے اپنی قرار داد میں یہ قانون بنانے کا مطالبہ کیا کہ کوئی شخص اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال نہ کر سکے اور اگر کرے تو تعزیری جرم کا مرتکب قرار دیا جائے۔ ۷ر مارچ کو سٹی مسلم لیگ وزیر آباد نے دو قرار دادیں منظور کیں جن میں سے ایک قرار داد کے ذریعے سے ہر کونسلر کے لئے واجب قرار دیا گیا تھا۔ کہ ختم نبوت کی تائید و حمایت میں وہ نہ صرف مقامی مجلس عمل کو مالی امداد دے بلکہ ضرورت ہو تو اس تحریک کی خاطر جسمانی قربانی بھی دے۔ قرار داد میں یہ اعلان بھی کیا گیا۔ کہ سٹی مسلم لیگ من حیث الجماعت مجلس عمل کے پروگرام یا سرگرمیوں میں مداخلت نہیں کرے گی۔ دوسری قرار داد میں وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو تار کے ذریعے سے یہ کہنے کا فیصلہ کیا گیا۔ کہ مجلس عمل کے مطالبات کو تین روز کے اندر اندر منظور کر لیا جائے۔ ورنہ سٹی مسلم لیگ کے سارے ارکان ایک ساتھ مستعفی ہو جائیں گے۔ اور اپنے حلقوں سے منتخب ہونے والے ارکان اسمبلی سے درخواست کریں گے کہ وہ چوہدری ظفر اللہ خاں کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی حمایت حاصل کرنے کی مہم شروع کریں۔ اسی قرار داد میں ان اقدامات کی بھی شدید مذمت کی گئی۔ جو حکومت نے مسلمانوں کے مذہبی مطالبات کو بزور دبانے کے لئے اختیار کئے تھے۔

اسی روز سٹی مسلم لیگ جلال پور جٹاں نے ایک قرار داد منظور کی جس میں تحریک ختم نبوت اور وزیر اعلیٰ کے ۲ر مارچ کے بیان کی پرمسرت تائید کی گئی اور اس بیان کی روشنی میں یہ پیشکش کی گئی۔ کہ وزیر اعلیٰ نے جو بھی قدم اٹھایا اس کی حمایت کی جائیگی۔ اس قرار داد میں مزید کہا گیا کہ لیگ کے ارکان اس نصب العین کے حصول کے لئے عملی اقدام کرنے کے لئے ہائی کمان کے احکام کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی تنظیم کی ایک قرار داد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ جس قدر ممکن ہو وہ مجلس عمل کے مطالبات منظور کر لے۔ ۸ر مارچ ۱۹۵۳ء کو گکھڑ مسلم لیگ نے تین قرار دادیں منظور کیں پہلی قرار داد میں کہا گیا کہ مسلم لیگ کے وقار کو برقرار رکھنے کی غرض سے اس کے ارکان کے لئے عوام کا ساتھ دینا۔ اور تحریک ختم نبوت میں حصہ لینا ضروری ہے۔ دوسری قرار داد میں لیگ کی اس تنظیم نے اپنے صدر میر محمد بشیر کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کیا تھا۔ اور تمام کونسلروں سے اپیل کی کہ وہ بھی اپنے صدر کے نقش قدم پر چلیں۔ تیسری قرار داد میں ٹھیکیدار حاکم علی کو صدر مقرر کیا گیا اور ان کے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ میر محمد بشیر کی گرفتاری کے بعد مزید گرفتاریوں کے لئے رضا کار تیار کریں۔ سٹی مسلم لیگ کاموکے نے ۱۰ر مارچ ۱۹۵۳ء کو احمدیوں کو اقلیت قرار دینے اور چوہدری ظفر اللہ خاں کو برطرف کرنے کے مطالبے کی حمایت کا اعلان کیا۔

دولتانہ کا دوسرا بیان

۱۰ر مارچ ۱۹۵۳ء کو مسٹر دولتانہ نے حسب ذیل اعلان کیا:۔

اس ماہ کی ۲ر تاریخ کو میں نے اپنی اور اپنی وزارت کی جانب سے صوبہ کے عوام سے اپیل کی تھی کہ وہ امن و قانون اور ضبط و نظم برقرار رکھنے میں مدد دیں میں نے انہیں یقین دلایا تھا کہ میری حکومت تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں سے فوراً گفت و شنید کرنے کو تیار ہے اور میرے وزیر یہ مطالبات مرکزی حکومت کے پاس اس سفارش کے ساتھ پیش کریں گے کہ انہیں منظور کر لیا جائے یہ اپیل ایسے وقت میں کی گئی تھی جب لاقانونی عناصر لوٹ مار مچاتے اور آتش زنی کرتے تھے۔ اور ضروری سروسوں کو معطل کر رہے تھے پاکستان دشمن تخریبی عناصر تحریک تحفظ ختم نبوت کو اس غرض کے لئے استعمال کر رہے تھے کہ پاکستان کے تحفظ اور سالمیت کو نقصان پہنچانے کے لئے اقتدار کا تختہ الٹ دیں مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کریں اور گڑبڑ پھیلائیں۔ میری اپیل کا مقصد اس امر کا یقین حاصل کرنا تھا کہ صوبہ کے عوام امن و قانون اور ضبط و نظم کو برقرار رکھنے کے لئے جد و جہد کریں گے۔ تاکہ پاکستان کے دشمن ایک مذہبی تحریک کے لبادے میں داخلی خلفشار اور لاقانونیت پیدا کر کے پاکستان کی سالمیت کو ضرر پہنچانے کی مزید سعی نہ کر سکیں۔ واقعہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے میری اپیل کے باوجود لاقانونیت جاری رہی ہے۔ اور صورت حال پر قابو پانے کے لئے لاہور میں مارشل لاء نافذ کرنا پڑا ہے۔ موجودہ حالات میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں سے گفت و شنید یا ان کے مطالبات پر غور کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی سی حکومت کیوں نہ ہو اس کا اولین فریضہ اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ قانون کی اطاعت کی جا رہی ہے۔ اور اس کے شہریوں کے جان و مال کی

ہجوم نے گاڑی کے چلنے میں دیر کر دی۔ ڈبوں کی کھڑکیاں توڑ ڈالیں۔ سٹیشن پر پھیری اور سٹال والوں کو لوٹا۔ گنے کے کھیتوں کو نقصان پہنچایا

پوری حفاظت ہو رہی ہے۔ مرکزی اور صوبائی دونوں حکومتیں اس ذہنیت کو خواہ کہیں سے اٹھتے ہوئے دبانے اور امن، قانون اور نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ ملک کے اتحاد و سالمیت کو اس وقت جو خطرہ درپیش ہے حکومت کو لازم ہے کہ اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاکر اسے دور کرے۔ میں اس علاقہ کے عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ امن قانون اور ضبط و نظم کو جہاں بھی خطرہ ہو اسے بحال کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کیلئے حکومت سے تعاون کریں کہ پاکستان کے دشمن مسئلہ ختم نبوت کو ذاتی اغراض کے لئے اس طرح ہرگز استعمال نہ کریں جس سے ملک کے اتحاد و سالمیت کو خطرہ ہو۔

اس بیان پر صوبہ مسلم لیگ پنجاب کی مجلس عاملہ نے صاد کیا۔ مجلس عاملہ نے ۱۱ر مارچ ۱۹۵۳ء کے اجلاس پر اعلان کیا کہ مجلس اس اپیل کی پوری طرح تائید کرتی ہے جو پنجاب کے محب وطن باشندوں کے نام کی گئی ہے۔ مجلس عاملہ نے اس قرارداد میں پنجاب میں صوبہ مسلم لیگ کے ہر کارکن سے کہا کہ اس بیان میں جو ہدایات دی گئی ہیں وہ دیانتداری سے ان پر عمل پیرا ہوں۔

سیالکوٹ کے واقعات

سیالکوٹ کے واقعات کی سرکاری رپورٹ مسٹر آئی۔ یو خاں کمشنر مسٹر امیر۔ اے عالم ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس، مسٹر غلام سرور خاں ڈپٹی کمشنر اور سید عبدالرؤف کے تحریری بیانات اور لیفٹیننٹ کرنل خوشی محمد کے حلفیہ بیان میں موجود ہے۔ ہم نے تحقیقاتی عدالت کے چند اجلاس سیالکوٹ میں بھی کئے۔ جن میں کافی غیر سرکاری شہادتیں قلمبند کیں۔ یہ اجلاس ڈپٹی کمشنر مسٹر غلام سرور خاں کے تبادلہ کے بعد ہوئے۔ جن کے خلاف عوام کی طرف سے بعض شکایات کی گئی تھیں۔

جب سے مسٹر مظہر علی اظہر ۱۹۳۱ء کی کشمیر ایجیٹیشن میں احرار رضاکاروں کا دستہ لے کر جموں گئے۔ اس وقت سے سیالکوٹ احرار کی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا ہے۔ یہ ایک اہم قادیانی مرکز بھی ہے اور اس حیثیت سے قادیان کے بعد اسی کا درجہ ہے لیکن احمدی تنازعہ میں پہلا اہم واقعہ یہاں اس وقت رونما ہوا۔ جب ایک شخص غلام محمد شاہ نے احمدیوں کے خلاف بڑی سخت تقریر کی جس کی بنا پر اسے ۱۳ر نومبر ۱۹۳۱ء کو دفعہ ۲۹۵ الف تعزیرات ہند کے تحت سزا دی گئی۔ یہ تنازعہ کسی نہ کسی صورت میں ۱۹۴۹ء تک جاری رہا۔ لیکن اس دوران میں کوئی بڑا واقعہ رونما نہیں ہوا۔ ۲۶ر نومبر ۱۹۴۹ء کو احرار نے باؤنڈری کمیشن میں احمدیوں کے موقف کو ہدف تنقید بنانے کے لئے ایک تبلیغ کانفرنس کی۔ اس کے جواب میں ۱۵ر جنوری ۱۹۵۰ء کو احمدیوں نے اپنے موقف کی وضاحت کے لئے ایک جلسہ کیا۔ احمدیوں کا یہ جلسہ جس وقت جلسہ ہو رہا تھا۔ احرار نے ہنگامہ برپا کر دیا جس میں ایک لڑکے کو چھرا گھونپ دیا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت صرف سیمبر کے لئے جلسوں کے انعقاد پر پابندی لگا دی۔ نومبر ۱۹۵۰ء میں احمدی حسب معمول اپنا جلسہ سالانہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ضلعی حکام نے جذبات کی نوعیت کے پیش نظر انہیں اس کے التواء پر آمادہ کر لیا۔ یہ اجتماع پھر دسمبر ۱۹۵۲ء میں احمدیوں کی اپنی جلسہ گاہ میں ہوا۔ مگر احرار نے حاضرین پر پتھراؤ کیا۔

اوائل فروری ۱۹۵۲ء میں احمدیوں کے خلاف رائے عامہ کو منظم کرنے میں کامیاب ہو گئے احمدیوں کے خلاف تحریک نے اب تحفظ ختم نبوت کی صورت اختیار کر لی۔ اور ۱۳ر جولائی ۱۹۵۲ء کو اس شہر میں آل مسلم پارٹیز کنونشن ہوئی۔ اس کنونشن کے بعد تحریک تحفظ ختم نبوت عوام میں زیادہ مقبول ہوگئی اور ہر فرقہ کے واعظ اس کی طرف کھنچے چلے آنے لگے۔ تحریک کی طاقت روز افزوں تھی مسجدوں میں خطبہ جمعہ احمدیوں کی مذمت کی تقریر پر مشتمل ہونے لگا۔ اور تینوں مطالبات زوردار انداز سے پیش کئے جانے لگے۔ ۲۰ر جولائی ۱۹۵۲ء کو پسرور کی ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کنونشن میں وزیر اعلیٰ نے تقریر کی جس کے دوران میں کہا: "اگر امن و قانون اور نظم و ضبط کے لئے کوئی خطرہ نہ پیدا کیا جائے۔ تو میں تحریک ختم نبوت کی پوری تائید و حمایت کرتا ہوں۔"

اکتوبر ۱۹۵۲ء میں مولوی بشیر احمد خطیب جامع مسجد پسرور، کرامت علی شاہ اور منظور احمد نے قصوس گلو شاہ میں احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت کارروائی کرنے کو کہا۔ لیکن حکومت نے یہ سفارش نہ مانی۔ نومبر ۱۹۵۲ء میں ایک اور آل مسلم پارٹیز کانفرنس ہوئی۔ جس میں تینوں مطالبات پہلے سے بھی زیادہ پُرزور انداز میں پیش کئے گئے۔ صوبائی حکومت کو اب احرار احمدی تنازعہ کی وسعت و شدت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ اس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو اس بارے میں عام ہدایات سلسلہ وار جاری کرنی شروع کر دیں۔ ان ہدایات کا مضمون یہ تھا کہ مقدمات صرف قابل گرفت تقریروں کی بنا پر چلائے جائیں۔ اور مسجدوں میں کوئی گرفتاری کی جائے۔ نہ وہاں ہونے والے اجتماعات کو منتشر کیا جائے۔ ایک اور ہدایت یہ تھی کہ کارروائی صرف احرار اور احمدیوں کے خلاف کی جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر احراری مولویوں نے ہر مسجد کے ممبر سے احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں خود کو آزاد محسوس کیا۔

مجلس عمل پنجاب کے مشورے پر اس ضلع میں ایک ایکشن کمیٹی قائم ہوئی۔ اسی کمیٹی نے رضاکار بھرتی کرنے اور فنڈ جمع کرنا شروع کر دیا۔ صاحبزادہ فیض الحسن نے بڑا پراپیگنڈا کیا۔ اور ضلع بھر میں کئی جلسوں میں تقریریں کیں۔ ۲۰ر فروری ۱۹۵۳ء کو کئی ہزار افراد نماز جمعہ کے لئے جناح پارک میں جمع ہوئے ہیں جن سے مولوی محمد علی کاندھلوی پروفیسر خالد محمود، مولوی محمد یعقوب اور مولوی فضل حق نے خطاب کیا۔ احمدیہ عقائد کے رد میں کتابوں اور رسالوں کی فروخت اور آٹھ آٹھ آنے کے ٹکٹ بیچنے سے ہزاروں روپیہ جمع کیا گیا۔ کراچی کے فیصلوں کے مطابق ہوم سیکرٹری نے ۲۷ر فروری ۱۹۵۳ء کی صبح کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے نام لاسلکی پیغام بھیجا۔ جس میں قاضی منظور احمد اور دل محمد جونیں کی گرفتاری کا حکم تھا۔ یکم مارچ ۱۹۵۳ء کو شہر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ اور دس ہزار افراد کا ہجوم مولوی محمد یعقوب کی قیادت میں راست اقدام کے لئے خدمات پیش کرنے کی غرض سے کراچی جانے والے رضاکاروں کو الوداع کہنے کی غرض سے ریلوے سٹیشن پر جمع ہوگیا۔ ہجوم بازاروں کا چکر کاٹ کر احمدیوں کے خلاف نعرے لگاتے اور حکومت بالخصوص وزیر اعظم کو گالیاں دیتے ہوئے آیا تھا۔ وہ اس قدر بے قابو ہو رہا تھا کہ اس نے گاڑی کے چلنے میں دیر کر دی۔ اور بعض ڈبوں کی کھڑکیاں توڑ ڈالیں بعض لوگ رضاکاروں کے ساتھ ہی گاڑی پر سوار ہو گئے اور نارووال جا کر اترے۔ واپسی پر انہوں نے گاڑیوں کو روکا۔ سٹیشن پر پھیری اور سٹال والوں کو لوٹا۔ اور ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ گنے کے کھیتوں کو نقصان پہنچایا۔

سختی کی ہدایات

۳ر مارچ ۱۹۵۳ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ایک خفیہ چٹھی اور مراسلہ نمبر ۵۔ ۵۔ ۵۔ ۲۹۔ ۲۵۱۴ مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۵۳ء موصول ہوا جس میں انہیں حکومت کے اس فیصلہ سے مطلع کیا گیا تھا کہ تحریک سے سخت گیرانہ سلوک کیا جائے انہوں نے پولیس اور مجسٹریٹوں کا اجلاس طلب کر کے حسب ذیل فیصلے کئے۔

(۱) تحریک کے سرغنوں کو ۲ و ۳ر مارچ کی درمیانی رات کو پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت گرفتار کر لیا جائے۔ اس غرض کے لئے ہوم سیکرٹری سے ٹیلی فون پر اجازت حاصل کر لی گئی

(۲) جو لوگ اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں۔ انہیں حراست میں لے لیا جائے اور کہیں دور لے جا کر چھوڑ دیا جائے۔

(۳) فوج کو امداد کے لئے تیار رہنے کو کہا جائے۔

۲ر مارچ ۱۹۵۳ء کی شام کو رام تلائی میں بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں مولوی سلطان احمد پروفیسر خالد محمود، مولوی حبیب احمد اور مولوی محمد یعقوب نے تقریریں کیں۔ ان تقریروں کا لب و لہجہ واضح طور پر حکومت کے خلاف تھا پروفیسر خالد محمود نے خواجہ ناظم الدین کو متنبہ کیا۔ کہ ان کا بھی مسٹر لیاقت علی خاں کا سا انجام ہوگا۔ اعلان کیا گیا۔ کہ رضاکاروں کے دو دستے اگلے روز کراچی بھیجے جائیں گے۔

مولوی محمد حسین، مولوی محمد علی کاندھلوی محمد صادق ولد ڈھولا، مولوی حبیب احمد حمید الغفور بٹ اور بشیر احمد ولد چراغ دین کو ۲ر اور ۳ر مارچ کی درمیانی رات کو گرفتار کیا گیا۔ ۳ر مارچ ۱۹۵۳ء کی صبح کو چھوٹے چھوٹے ہجوم بازاروں میں جمع ہونے لگے۔ حالانکہ فوج اور پولیس گشت لگا رہی تھی۔ ہجوم سرکشی کا رویہ اختیار کئے ہوئے تھا لیکن ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم بیان میں سے بعض کو پولیس نے اور بعض کو فوج نے منتشر کر دیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس جب کہ دن کے سوا دس بجے کے قریب جامع الشہابیہ پہنچے۔ تو انہوں نے دیکھا۔ اس عمارت کے اندر آس پاس کے گھروں کی چھت پر بہت بڑا ہجوم جمع ہے۔ جو حکومت کے خلاف نعرے لگا رہا ہے۔ اس ہجوم سے منتشر ہونے کو کہا گیا۔ تو اس نے شہابیہ کے دروازے اندر سے بند کر لئے یہ دیکھ کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اجتماع کو غیر قانونی قرار دیا۔ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر خلیل الرحمٰن اور خواجہ اقبال احمد مجسٹریٹ کو ہدایات کی کہ ہجوم کو منتشر کریں۔ جب مسٹر خلیل الرحمٰن

عمارت میں داخل ہوئے تو انہیں احساس ہوا۔ کہ ان کا ریوالور کسی نے پیٹی سے اڑا لیا ہے۔ تاہم وہ اور خواجہ اقبال احمد چار ایسے افراد کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جو ہار پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک مولوی محمد یعقوب تھے جنہیں ۲ر اور ۳ر مارچ کی درمیانی رات گرفتار نہیں کیا جا سکا تھا۔ گرفتاریوں کے بعد ہجوم پھر دار الشہابیہ اور متصل عمارتوں کی چھت پر چڑھ گیا۔ اور چھت کی اوٹ سے خشت باری کرنے لگا جس کے باعث پولیس کو دار الشہابیہ کے سامنے والی سڑک پر کھڑی گاڑیوں کی آڑ لینی پڑی۔ اس پتھراؤ سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، سپرنٹنڈنٹ پولیس اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے زخم آئے۔ ایک سب انسپکٹر کے چھرا گھونپ دیا گیا۔ پھر تنبیہہ کے بعد جس کی عوام نے کوئی پرواہ نہ کی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پولیس کو گولی چلانے کا حکم دیا تاہم چھت کی پردے کی دیوار کے پیچھے سے ہجوم خشت باری کرتا رہا۔

اس مرحلے پر ایک ہجوم دار الشہابیہ سے اچانک سڑک پر آ گیا۔ اور پولیس پر خشت باری کرتے ہوئے آگے بڑھا۔ ان لوگوں کو منتشر ہونے کا حکم دیا گیا۔ لیکن وہ چونکہ خشت باری کرتے رہے۔ اس لئے پولیس کو گولی چلانی پڑی ہجوم پسپا ہو گیا۔ تو وہاں ایک لاش نظر آئی۔ اس فائرنگ میں بیس گولیاں چلائی گئیں لاش پولیس نے اٹھا لی۔ لیکن ہجوم بڑھتا ہی چلا گیا۔ اور پولیس کے دسترس سے باہر نکل گیا ہجوم نے پولیس کے قبضہ سے لاش بھی لے لی۔ اور مولوی محمد یعقوب کو بھی چھڑا لیا۔ جنہیں حراست میں لیا گیا تھا۔ صورتِ حالات چونکہ بالکل بے قابو ہو گئی تھی۔ اس لئے آٹھویں پنجاب رجمنٹ کے لیفٹیننٹ کرنل خوشی محمد کی کمان میں فوج کے حوالے کر دی گئی ہجوم نے شہری افسروں کو نرغے میں لے کر ایک بند گلی میں دھکیل دیا۔ جہاں وہ کسی طرح گھر کی چھت پر چڑھ گئے تھوڑی ہی دیر میں اے۔ ایس۔ آئی خدام حسین کو بھی زخمی حالت میں لایا گیا۔ جس کے پیٹ میں چھرا گھونپ کر ان کا ریوالور چھین لیا گیا۔

آتشزنی

اس اثناء میں ہجوم نے پولیس کی دو گاڑیوں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی جیپ کو آگ لگا دی میونسپل فائر بریگیڈ کو یہ آگ بجھانے کے لئے بلایا گیا۔ تو معلوم ہوا اسے بھی جلا دیا گیا ہے۔ اس مرحلے پر خبر ملی کہ ہجوم ضلع کچہری پولیس کے دفاتر دوسری دس سرکاری عمارتوں کو آگ لگانے والا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس اس جگہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور پولیس گارد کے کر سرکاری عمارتوں کی حفاظت کے لئے چلے۔ جن میں سٹیٹ بنک کی عمارت بھی شامل تھی۔

دار الشہابیہ کا واقعہ جس وقت رونما ہو رہا تھا سٹی انسپکٹر اور سٹی مجسٹریٹ کا آمنا سامنا گوگ پورہ کے چوک سنگھ میں ایک ہجوم سے ہوا جو دار الشہابیہ کی سمت بڑھ رہا تھا۔ اس ہجوم کو روکا گیا۔ لیکن وہ تشدد پر اتر آیا۔ اور اس نے سٹی مجسٹریٹ اور سٹی انسپکٹر اور اے۔ ایس۔ آئی ثناء اللہ اور ایک ہیڈ کانسٹیبل کو زخمی کر دیا۔ تاہم فوج ان کی امداد کو آ گئی۔ اور اس نے انہیں مزید ضرر سے بچا لیا۔

دوپہر تک ہجوم بے حد پھیل گیا۔ اور ان سپاہیوں پر حملے کرنے لگا۔ جو ٹریفک ڈیوٹی پر کھڑے تھے۔ ہجوم نے پھر جلوس کی صورت اختیار کر لی۔ اور ایک ایسے شخص کی لاش کو اٹھا کر لے گئے۔ جو دار الشہابیہ میں مارا گیا تھا ہجوم سٹی مسلم لیگ کے دفتر میں بھی پہنچا جہاں کی لائبریری لوٹ لی گئی تھی۔ پھر مسلم لیگ کے صدر خواجہ محمد صفدر ایم۔ ایل۔ اے۔ کو دفتر سے نکالا گیا۔ اور ان کا منہ کالا کر کے انہیں بھی بازاروں میں پھرایا گیا۔ آخر انہیں کرنل خوشی محمد نے آ کر چھڑایا۔ ہجوم پھر جناح پارک کی طرف چلا۔ جہاں کوئی پچاس ہزار افراد نے مولانا محمد یعقوب کی قیادت میں اس میت کی نماز جنازہ پڑھی۔ مولوی صاحب نے اس موقع پر موزوں تقریر بھی کی۔

کمشنر کو صورتِ حال کے متعلق ٹیلیفون پر باخبر کر دیا گیا تھا۔ وہ اسی روز شام کو آ پہنچے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ۳ر تاریخ کو دن کے ایک بجے سے ۴ تاریخ کو دن کے ایک بجے تک چوبیس گھنٹے کا کرفیو لگا رکھا تھا۔ لیکن چونکہ پولیس اور فوج کی قلت کے باعث کرفیو پوری طرح نافذ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے کمشنر نے اس کے اوقات بدل کر دس بجے رات سے ساڑھے چار بجے صبح تک کر دیئے اسی روز ایک شخص عبدالحی قریشی جو غیر احمدی تھا اور جس نے ایک ہجوم کو تشدد سے روکا تھا پیٹا گیا۔ اور اس کا گھر لوٹا گیا۔

۴ر مارچ کو دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت پبلک جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت کر دی گئی۔ اس روز ڈائرکٹ ایکشن کمیٹی نے اپنی سرگرمیوں کا مرکز۔ دار الشہابیہ سے مسجد مولوی نور حسین میں منتقل کر دیا۔ یہ مسجد تحصیل اور تھانہ صدر کے قریب واقع ہے ایک بہت بڑا ہجوم اس مسجد کی سمت بڑھ رہا تھا۔ اسے روک لیا گیا۔ اور کمشنر کی ہدایت کے مطابق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس ہجوم کو منتشر ہونے کا حکم دیا۔ مگر یہ افسروں پر پل پڑا۔ پولیس کو ہجوم پر لاٹھی چارج کرنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن اس پر آس پاس کے گھروں سے خشت باری ہونے لگی۔ جس سے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر خلیل الرحمٰن کے سر میں شدید زخم آیا۔ اور پولیس کی گاڑی کو نقصان پہنچا۔ اس لئے صورتِ حال فوج کو سونپ دی گئی۔ جس نے گولی چلا کر اس پر قابو پا لیا گیا۔ تھوڑی دیر میں ایک ہجوم مسجد کے سامنے پھر جمع ہو گیا۔ فوجی افسروں نے لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کی اور منتشر ہو جانے کی استدعا کی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ طریق کارگر نہیں ہوتا۔ تو انہوں نے بازار میں ایک فیتہ راستہ روکنے کے لئے لگا دیا۔ اور ہجوم کو تنبیہ کیا کہ وہ اس حد سے آگے نہ بڑھے۔ لیکن کسی نے یہ فیتہ کاٹ ڈالا۔ اور فوجی پرچم کو آگ لگا دی بعض لوگ ننگی تلواریں اور چھرے لہراتے اور ناچتے ہوئے اس حد کی طرف بڑھے فوج نے بریگیڈیر کی قیادت میں ہ گولی چلا دی۔ جس سے ۴ آدمی ہلاک اور دس زخمی ہو گئے۔

بقیہ صفحہ

مگر ٹرانسپورٹ کا صحیح انتظام نہیں کیا۔ ریل بہت تھوڑے علاقہ میں ہے۔ کوئی سڑک تختہ نہیں کسی دریا پر پل نہیں۔ ٹرک یا لاریاں دریا کشتیوں پر عبور کرتی ہیں۔ تعلیم کا انتظام معمولی ہے اکثر مدارس مشنوں کے ماتحت ہیں اتنے بڑے ملک میں شاید ہی ایک درجن شفا خانے ہوں گے۔ اس حالت میں کارخانوں وغیرہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مدارس میں مقامی زبانوں کی تعلیم نہیں دی جاتی صرف انگریزی کی تعلیم دی جاتی ہے یہاں کے پانی میں زہریلے جراثیم ہوتے ہیں جسے غیر ملکی بغیر فلٹر کرنے یا ابالنے کے پئیں تو بیمار ہو جائیں مقامی لوگوں کو زیادہ نقصان نہیں ہوتا۔ کوئیں کا پانی دستیاب نہیں ہوتا۔ دو کو یہ بھی پانی قیمتاً ملتا ہے سفر میں فلٹر یا فلٹر کیا ہوا پانی ساتھ لے جانا پڑتا ہے۔ احباب مبلغین کی کامیابی اور مشکلات کی دوری کے لئے دعا فرمائیں۔

اس ملک میں احمدیت کی تبلیغ کے لئے پانچ مبلغین ہیں۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب خلیل فری ٹاؤن میں مقیم ہیں اور کالونی کے انچارج ہیں۔ پروٹکٹوریٹ میں چوہدری نذیر احمد صاحب مولوی محمد عبد الکریم صاحب۔ مولوی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد صدیق شاہد ہیں۔ چوہدری نذیر احمد صاحب امیر و انچارج بو میں جو فری ٹاؤن کے بعد دوسرا بڑا شہر ہے۔ اور پروٹکٹوریٹ مشن کا مرکز ہے قیام رکھتے ہیں۔ وہاں جماعت کا اکلوتا ایک مدرسہ بھی ہے جس کے چوہدری صاحب ہیڈ ماسٹر اور تمام احمدی مدارس کے جنرل منیجر بھی ہیں۔ مولوی محمد عبد الکریم صاحب روکوپر میں متعین ہیں۔ یہاں بھی ایسا ہی مدرسہ ہے مولوی محمد صادق صاحب مکاکی میں مقیم ہیں جہاں دکان کا کام ان کے سپرد ہے۔ مولوی محمد صدیق صاحب کے سپرد وگبورو کا سکول اسی معیار کا ہے۔ گویا کہ عیسائیوں کے سینکڑوں مدارس اور مشنریوں کے مقابل ہمارے صرف چار مبلغ اور تین مدارس ہیں۔ باوجود اس کے عیسائی مشنری ہم سے خوف کھاتے ہیں۔ اور ان میں یہ احساس پیدا ہو چکا ہے کہ وہ احمدی مبلغین کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے دو مدارس کو سرکاری گرانٹ ملتی ہے۔ عربی پڑھانے کا پہلے حکومت اجازت نہ دیتی تھی۔ پھر اس شرط پر اجازت دی کہ اصل وقت مدرسہ سے پہلے یا بعد میں پڑھاؤ۔ گویا عربی اور اسلامی تعلیم سے اس قدر بغض ہے۔ مدارس نے منیجر کا کام مبلغوں کو کرنا پڑتا ہے یعنی حکومت سے خط و کتابت۔ نگرانی۔ اساتذہ کی نگرانی۔ حساب و کتاب کی دیکھ بھال وغیرہ۔

یہاں کے لوگ مالی قربانی کی روح کو ابھی پوری طرح نہیں سمجھے۔ بہرحال پھر بھی وہ امداد کرتے ہیں۔ مالی لحاظ سے اس مشن کو کافی مشکلات ہیں۔ مرکز سے کسی قسم کی امداد نہیں ملتی۔ اور یہاں کا چندہ کفایت نہیں کرتا بعض کام رکے ہوئے ہیں۔ تبلیغ کا اصل ذریعہ دورے ہیں جو کئے جاتے ہیں۔ گو مدارس کے کام کی وجہ سے وہاں سے غیر حاضر ہونا مشکل ہے۔ احمدیت سے قبل تمام مسلمانوں کا رجحان عیسائیت کی طرف ہو چکا تھا۔ لیکن عیسائیوں کے ساتھ احمدیوں کے مباحثات اور گفتگو سے مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ہم ایک سچے دین پر ہیں۔ جسے کسی صورت میں نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ سوائے علمی طبقہ کے کسی کو انگریزی میں تبلیغ نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے ترجمانوں کی ضرورت پڑتی ہے دوروں میں ترجمان ساتھ لینا پڑتا ہے۔ خطبہ انگریزی میں ہو تو وہ اس کا ترجمہ مقامی زبان میں کرتا ہے۔ جلسہ سالانہ پر دو مختلف قوموں کے اجتماع کی وجہ سے دو ترجمان ہوتے ہیں۔ جو باری باری مبلغ کی انگریزی کی تقریر کا ترجمہ کرتا ہے۔

بقیہ ...

باوجود اس کے سات سال اپنی کروڑوں روپیہ کی مالیت کی جائداد آباد ہ جگہ محروم ہے۔ قادیان کے رہنے والے احباب میں سے بعض نے عدالتی فیصلے حاصل کر لئے ہیں۔ لیکن سالہا سال سے باوجود انتہائی کوشش کے ان کی تنفیذ میں کامیابی نہیں ہوئی۔

بیشک حکومت نیک دلی سے بھارت نواسیوں کی ترقی۔ خوشحالی اور بہبودی کے لئے دل و جان سے کوشاں ہے اور اس کی حقیقی خواہش ہے کہ کوئی فرد خواہ کسی قوم و مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو اپنے جائز حقوق سے محروم نہ رہے۔ لیکن پھر بھی چونکہ عملاً بعض خامیاں نظر آتی ہیں۔ اس لئے کہ ایک بہی خواہ وطن کا فرض ہے کہ حکومت کو اس سے آگاہ کر دے ہم نے اس فرض کو ادا کیا ہے۔ اور ہم اپنے فرائض کو جو بطور رعیت ہم پر عائد ہوتے ہیں بعمدہ خوش اسلوبی ادا کرنے کے لئے بدل و جان تیار ہیں اور ادا کر رہے ہیں اور وہ فرائض یہ ہیں۔ کہ فتنہ سازی شر انگیزی اور عدم رواداری سے احتراز کیا جائے اور حکومت سے وفاداری اور تعاون کا سلوک کیا جائے۔ اور ہم اس میں کبھی قاصر نہ رہیں گے۔

تین طالبعلموں کی امتحانات میں کامیابی

قادیان میں چند نوجوانوں کو ہندی اور گورمکھی کی اعلیٰ تعلیم دلائی جا رہی تھی جو امسال پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات پربھاکر اور گیانی میں شریک ہوئے منارجہ ذیل نوجوان کامیاب ہوئے ہیں:-

امتحان پربھاکر

۱۔ مولوی سید شہامت علی صاحب $\frac{423}{650}$ نمبر حاصل کئے
۲۔ مولوی خورشید احمد صاحب $\frac{276}{650}$ " "

گیانی

مولوی بشیر احمد صاحب ناصر $\frac{279}{450}$ " "

فرصت اولین میں چندہ جات کی ادائیگی کے فوائد

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

" جو شخص جس قدر پہلے رقم ادا کرتا ہے اتنا ہی زیادہ ثواب کا مستحق ہے۔"

" جس قدر رقم پہلے جمع ہو جائے۔ اتنا ہی زیادہ اس سے خدمتِ دین میں فائدہ پہنچ سکتا ہے۔"

لہٰذا اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے احباب کی طرف سے فرصت اولین میں چندہ کی ادائیگی ہونی چاہیئے۔ اور عہدیداران کوشش فرمائیں۔ کہ چندہ جات کی زیادہ سے زیادہ وصولی ہو سکے۔ اور جلد از جلد مرکز میں ترسیل رقم کا بندوبست ہونا چاہیئے۔ تاکہ جماعتی ضروریات کے لئے مالی مشکلات باعث نقصان نہ ہوں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ضروری اعلان

نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ایک ٹائپسٹ کی ضرورت ہے۔ مرکز کی برکات سے مستفیض ہونے والے اور قادیان کی رہائش کے خواہشمند احباب جو ٹائپ کا کام بھی جانتے ہوں کے لئے یہ نادر موقعہ ہے۔ درخواست کنندہ مخلص احمدی نوجوان اور صحت مند ہو۔ کم از کم ۵۰ رفتار پر ٹائپ کر سکتا ہو۔ تعلیم کم از کم میٹرک پاس۔ سابقہ تجربہ رکھنے والے درخواست کنندہ کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں مقامی امراء یا پریذیڈنٹ صاحبان کی سفارش کے ساتھ ۲۰ر اگست تک نظارت ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔ صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق ایسے نوجوان کو ۸۰-۳-۵۰ کے گریڈ میں ابتدائی تنخواہ کے علاوہ مبلغ /۱۰ روپے مہنگائی الاؤنس بھی دیا جائے گا۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

اعلان

" دعوت عمل حصہ دوم شائع ہوا ہے۔ شائقین اور خواہشمند احباب حسب ضرورت کاپیوں کے لئے خط لکھ کر اطلاع بخشیں۔ اس سے قبل جلد اول شائع ہو چکا ہے۔ جس کی چند کاپیاں موجود ہیں۔ ضرورت مند دوست وہ بھی منگوا سکتے ہیں۔" (سید شاہ محمد سیفی بیج بہاڑہ کشمیر)

ولادت:- مورخہ $\frac{3}{4}$ اگست کی درمیانی شب کو مکرم فضل الرحمن صاحب درویش قادیان کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

آپ کا نام کس شق کے ماتحت آتا ہے؟

تعمیر مساجد بیرون پاکستان کے لئے چندے کی مندرجہ ذیل شرحیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مقرر فرمائی ہوئی ہیں:-

شق نمبر ۱۔ ملازمین کیلئے (۱۔ پہلی دفعہ ملازمت ملنے پر پہلی تنخواہ کا دسواں حصہ
ب۔ سالانہ ترقی ملنے پر ایک ماہ کی ترقی کی رقم

" **۲۔ زمینداروں کیلئے** ۱۔ دس ایکڑ سے کم زمین کے مالک بحساب ۱ر فی ایکڑ
ب۔ دس ایکڑ اور اس سے زیادہ زمین کے مالک " ۲ر فی ایکڑ
ج۔ دس ایکڑ سے کم زمین کے مزارع " " "
د۔ دس ایکڑ یا اس سے زیادہ زمین کے مزارع " ۱ر "

" **۳۔ تاجروں کے لئے**۔ بڑے تجار مثلاً منڈیوں کے آڑھتیم اور کارخانوں والے } ہر ماہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا پورا منافع

" **۴۔ صناع لوہار۔ بڑھئی، نیز مزدوری پیشہ احباب** } ہر ماہ کے پہلے دن یا کسی اور مقرر کردہ دن کی مزدوری کا دسواں حصہ

" **۵۔ وکلاء، ڈاکٹر صاحبان کیلئے**۔ ۱۔ پچھلے سال کی کل آمد سے موجودہ سال کی کل آمد کی زیادتی کا دسواں حصہ
ب۔ نیز ہر سال ماہ مئی کی آمد کا پانچ فی صدی

" **۶۔ ٹھیکہ دار اصحاب کیلئے**۔ سال کے مجموعی منافع کا ایک فی صدی۔

" **۷۔ لجنہ اماء اللہ**۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تریسٹھ ہزار روپیہ کے مطالبہ پر اپنی وعدہ کردہ رقم (برائے مسجد ہالینڈ)

" **۸۔ خوشی کی تقاریب پر**۔ یعنی نکاح، شادی۔ بچے کی پیدائش۔ مکان کی تعمیر امتحان میں کامیابی وغیرہ مواقع پر حسب اخلاص و استطاعت

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشادات کی تعمیل میں جلدی کیجئے۔ مسابقت فرمایئے اور جنت میں اپنا گھر بنایئے۔ (وکیل المال تحریک جدید)

مقامی خبریں

قادیان ۲۶ر جولائی۔ مولوی عبد الستار محرر دفتر بدر کی والدہ صاحبہ قادیان آئیں۔

سید ارشد علی صاحب لکھنوی زیارت قادیان کیلئے تشریف لائے

ملک بشیر احمد صاحب کے والد صاحب واپس پاکستان چلے گئے۔

۲۲ر جولائی۔ اہلیہ مرزا محمد اسحٰق صاحب لائبریرین کی اہلیہ پاکستان چلی گئیں۔

قادیان یکم اگست جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے کو نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے بسلسلہ تبلیغ جموں بھیجا گیا۔

ولادتیں:- مورخہ $\frac{7}{8}$ ۲۹ کو محمد صادق صاحب ننگلی درویش کے ہاں یکم اگست کو مستری محمد دین کے ہاں اور $\frac{8}{4}$ ۳ کو میاں عبد اللہ صاحب ناسکی درویش اور عبد الستار صاحب درویش کے ہاں لڑکیاں تولد ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو والدین کے لئے قرۃ العین کا موجب بنائے۔ آمین۔

تقریر: قادیان یکم اگست۔ بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں مکرم سید ارشد علی صاحب لکھنوی نے " دنیا میں امن کس طرح قائم ہو سکتا ہے " پر ایک پُر از معلومات تقریر فرمائی جس میں آپ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کی روشنی میں بتایا کہ اگر دنیا اپنے خالق و مالک کی حقیقی معرفت حاصل کر لے اور اس سے سرتابی نہ کرے اور تمام پیشوایان مذاہب کے عزت و احترام کا پاس رکھے تو دنیا اس امن کا زمانہ جلد دیکھ سکتی ہے جس کے لئے آج ہر طرف سے آواز بلند ہو رہی ہے۔"

انتقال قادیان ۲ر اگست بذریعہ تار اطلاع ملی کہ قریشی عطا الرحمن صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ و سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان کی اہلیہ صاحبہ راولپنڈی میں وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ $\frac{7}{52}$ ۸ کو بوجہ بیماری قادیان سے راولپنڈی گئیں۔ اور اس کے چند روز بعد اپنے مالک حقیقی کے ہاں پہنچ گئیں۔ احباب کرام مرحومہ کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ ادارہ بدر قریشی صاحب سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے مرحومہ کے حق میں دعا گو ہے اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

مختصر اور ضروری خبریں!

۲۷ر جولائی ۔ کراچی ۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے آج ڈھاکہ روانہ ہونے سے قبل کراچی کے ہوائی اڈہ پر کہا کہ مشرقی بنگال کے معزول شدہ وزیر اعلیٰ مسٹر فضل الحق نے جو کہ اپنے سابقہ ... پر اظہار افسوس کیا ہے اس لئے حکومت پاکستان ان پر مقدمہ نہیں چلائے گی نیز مسٹر فضل الحق کا بڑھاپا بھی ہمارے مدنظر ہے۔

سرینگر ۔ سپریم کورٹ کی ایک ڈویژن بنچ نے جو مسٹر جسٹس مہر چند مہاجن جسٹس غلام حسین اور مسٹر جسٹس ایس ۔ آر ۔ داس پر مشتمل ہے کل سے یہاں کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

ڈبرو گڑھ ۔ دریائے برہم پترا اور اس کے معاون دریاؤں میں سیلاب آجانے سے ۳۰۰ دیہات سیلاب کی زد میں آگئے ہیں اور دھان کی فصل کو نقصان پہنچا ہے ڈبرو گڑھ شہر کے شمالی اور مغربی حصے پانی میں ڈوب گئے ہیں۔

اجمیر ۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے دو روزہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے مسٹر نہرو صدر کانگریس نے بعض بین الاقوامی حالات کا تبصرہ کیا ۔ آپ نے کہا اگر ہند چینی میں جنگ بند نہ ہوتی تو مہلک ایٹمی ہتھیار استعمال ہونے کا خطرہ تھا۔

سرینگر ۔ کشمیر نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی نے باتفاق رائے یہ قرارداد منظور کی کہ کشمیر کے ہندوستان کے الحاق کے لئے استصواب رائے کی ضرورت نہیں ہے۔

نئی دہلی ۔ حکومت ہند اگست تا اکتوبر کی سہ ماہی میں غیر ممالک سے ۳½ لاکھ ٹن چینی درآمد کر رہی ہے۔

کراچی ۔ پاکستان بھر میں کمیونسٹ پارٹی کو خلاف قانون قرار دیدیا گیا ہے ۔ چنانچہ مغربی پاکستان کی کمیونسٹ پارٹی کے تمام دفتروں پر پولیس نے قبضہ کر لیا ہے ۔ اور کمیونسٹ لیڈروں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔

کیلمپونگ ۔ نام چون دریا میں طغیانی کی وجہ سے ایک قلعہ منہدم ہو جانے سے اس کے ملبے میں تین ہزار اشخاص دب کر مر گئے جن میں بعض ہندوستانی افسر بھی شامل ہیں ہندوستان کے چالیس فوجیوں میں سے صرف سترہ محفوظ ہیں۔

کٹک ۔ کالاہانڈی اسٹیٹ میں پولیس اور سادھوؤں میں تصادم کے نتیجہ میں دو سادھو اور ایک کانسٹیبل ہلاک ہو گئے تھے ۔ اس سلسلہ میں تفتیش سے معلوم ہوا ہے کہ سادھوؤں کا یہ گروہ کانگرسی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش میں تھا ۔ اس گروہ کے پاس کثیر التعداد اسلحہ بھی تھا ۔ نیز اس گروہ کا سردار بعض راجاؤں سے ... کی بہم رسانی کے لئے خط و کتابت کرتا رہا

۲۹ر جولائی ۔ واشنگٹن ۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ امریکہ اور مصر کے درمیان عنقریب فوجی اور اقتصادی امداد کے معاہدہ کے متعلق گفت و شنید ہونے والی ہے جس کی رو سے امریکہ مصر کو پچاس ملین ڈالر دے گا۔

لنڈن ۔ اینگلو مصری معاہدہ کے سلسلہ میں برطانیہ کی برسر اقتدار پارٹی میں سخت اختلاف ہو گیا ہے

لنڈن ۔ اینگلو مصری سمجھوتہ کے مطابق برطانوی فوج کا پہلا ڈویژن ستمبر میں نہر سویز سے چلا جائیگا اور باقی فوج آہستہ آہستہ تین ماہ کے اندر انخلاء کرے گی۔

دہلی ۔ ہند چینی میں جنگ بندی کمیشن کے نگران ہندوستانی ممبر ۱۰ر اگست تک ہند چینی پہنچ جائیں گے ۔ وزیر اعظم ہند کمیشن کے ممبران کے انتخاب کے متعلق غور کر رہے ہیں۔

نئی دہلی ۔ حکومت ہندوستان نے پرتگال کے احتجاجی مراسلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہندوستان کے کسی حصہ میں کوئی بھی غیر ملکی حکومت تسلیم نہیں کی جا سکتی ۔ پرتگال کا یہ احتجاجی مراسلہ گوا پر ہندوستانی رضاکاروں کے حملہ کے خلاف تھا۔

کراچی ۔ وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے اینگلو مصری معاہدہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ یہ خبر انتہائی خوشکن ہے اور فریقین نے بہت بڑے تدبر کا ثبوت دیا ہے۔

پٹنہ ۔ شمالی بہار کے نو دریاؤں میں بیک وقت طغیانی آجانے سے کھیتوں میں دس فٹ سے زیادہ پانی کھڑا ہے ۔ ایک ہزار مربع میل کی فصلیں بہہ گئی ہیں ۔ دس لاکھ سے زاید اشخاص مشکلات میں مبتلا ہیں۔

جھنگ ۔ عبد الحمید جالندھری نے جسے جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چاقو سے قاتلانہ حملہ کرنے کے جرم میں پانچ سال قید بامشقت کی سزا ہوئی تھی ۔ حکام جیل لاہور کی معرفت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کو اپیل کی درخواست بھیج دی ہے۔

ڈھاکہ ۔ مسٹر محمد علی نے اخباری نمائندوں کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم مشرقی بنگال میں پارلیمانی نظام بحال کرنے کے خواہشمند ہیں۔

بمبئی ۔ وزیر اعظم مسٹر نہرو نے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر ملک کی باگ ڈور فرقہ پرستوں کے ہاتھوں میں دے دی جائے تو زبردست انتشار پیدا ہو جائے گا ۔ یہ جماعتیں کوئی تعمیری پروگرام نہیں رکھتیں بلکہ لڑائی جھگڑے کرتی ہیں ۔ اور اپنے مفاد کے لئے عوام کو استعمال کرتی ہیں۔

اجمیر ۔ وزیر اعظم مسٹر نہرو نے اپنی تقریر میں کہا کہ مضبوط اور ترقی پذیر ہندوستان کی تعمیر کے لئے تمام مذاہب کو بلا امتیاز مساوی حقوق دینا بہت ضروری ہے آپ نے کہا کہ چھوت چھات ہندو سماج کی سب سے بڑی لعنت ہے ۔ آپ نے کہا ہندوستان ہندو ملک نہیں اور اسے ہندو ملک سمجھنے والے سخت غلطی پر ہیں۔

۲۸ر جولائی ۔ گوڑگاؤں ۔ ایک بہت بڑے ٹڈی دل نے ضلع بھر کے چار سو دیہات پر حملہ کر کے نسل کشی شروع کر دی ہے ۔ اتنا بڑا ٹڈی دل کا حملہ موجودہ لوگوں کی یاد میں کبھی نہیں ہوا۔

۲ر اگست پٹھانکوٹ ۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو آج صبح بذریعہ ہوائی جہاز دہلی سے پٹھانکوٹ پہنچ گئے ۔ وہاں آپ کا شاہانہ استقبال کیا ۔ ہوائی اڈہ پر سرکردہ اصحاب موجود تھے سارا شہر خوب سجایا گیا تھا ۔ اس جگہ آپ نے ہلکا سا ریفریشمنٹ کیا ، ناشتہ بنی کھیت میں کیا ۔ اور ایک پبلک جلسہ میں تقریر ہوئی ۔ راستہ میں لوگ کثرت سے آپ کے استقبال کے لئے جمع تھے ۔ پروگرام کے مطابق آج رات آپ چمبہ میں قیام کریں گے اور ۳ر اگست کو ڈلہوزی پہنچ کر تین روز قیام کر کے ۶ر اگست کو واپس آئیں گے ڈلہوزی میں آپ اس کے آباد ہونے کی صد سالہ تقریب کا افتتاح فرما رہے ہیں

بمبئی ۔ گوا کے بعد پرتگیزی بستی دمن میں بھی آج رات سے کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے ۔ حکام نے بھارتی اخبارات کا داخلہ بھی ممنوع قرار دے دیا ہے ۔ اور پرتگیزی بستیوں کے واقعات کے ذکر اذکار اور بحث مباحثہ کی بھی ممانعت ہے ۔ حکام نے جنگی تیاریاں تیز کر دی ہیں جس کے نتیجہ کے طور پر لوگ بھاری تعداد میں دمن سے نکل کر بھارتی علاقہ میں آ رہے ہیں۔

نئی دہلی ۔ ۲ر اگست ۔ سرکاری طور پر پتہ چلا ہے کہ ۳۱ر جولائی تک قومی قرضہ میں ایک ارب ۲۵ کروڑ روپیہ جمع ہو گیا ہے ۔ یہ قرضہ ۱۹ر اپریل سے شروع کیا گیا تھا اور گذشتہ ماہ قرضہ میں ۱۹ کروڑ روپے جمع ہوئے۔

نئی دہلی ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ بین الاقوامی نگران کمیشن کا ہراول دستہ دو بھارتی ڈکوٹا ہوائی جہازوں میں اس ہفتہ کے آخر تک ہند چینی کے لئے روانہ ہو جائے گا ۔ ہراول دستہ کی رہنمائی کامن ویلتھ کے وزارت سیکرٹری تھری این دت کریں گے اور اس میں پولینڈ اور کینیڈا کے نمائندے بھی ہوں گے ۔ ہراول دستہ ہند چینی میں کمیشن کے کام کاج کی سہولیات کا جائزہ لے کر جلد ممکن ہوسکے واپس دہلی آجائے گا ۔ ممکن ہے کہ چند ممبر ہند چینی میں ہی رہنے کا فیصلہ کریں ۔ آج تھری کرشنا مینن کی صدارت میں بھارت ۔ کینیڈا اور پولینڈ کے نمائندوں کی ۲ گھنٹے میٹنگ ہوئی اور انتظامیہ عمل اور ٹرانسپورٹ وغیرہ کی سہولیات کے متعلق تبادلہ خیال کیا گیا ۔ آج کی میٹنگ میں کئی سب کمیٹیاں قائم کی گئیں آئندہ میٹنگ کل ہو گی ۔ امید ہے کہ اس وقت تک مختلف سب کمیٹیاں اپنا کام مکمل کر لینگی

قاہرہ ۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ مصر کو امریکی فوجی اور اقتصادی امداد کے متعلق آج قاہرہ میں دونوں ملکوں کے نمائندوں میں ابتدائی بات چیت شروع ہو رہی ہے ۔ بات چیت میں امریکہ کی نمائندگی مصر میں امریکہ کا سفیر متعینہ قاہرہ مسٹر جیفرسن کریں گے امریکہ پہلے ہی مصر کو مطلع کر چکا ہے کہ وہ جتنی فوجی اور اقتصادی امداد چاہے امریکہ سے لے سکتا ہے ۔ مصر کی فوجی رہنمائی کے وزیر میجر صالح سلیم نے حال ہی میں امریکی فوجی امداد کا خیر مقدم کیا تھا۔

نئی دہلی ۔ فری پریس آف انڈیا نے انکشاف کیا ہے کہ اس امر کا امکان ہے کہ صوبوں کی از سر نو تنظیم کا کمیشن سفارش کرے گا کہ شمالی ہند میں موجودہ صوبوں میں کوئی ردّ و بدل نہ کیا جائے ۔ بلکہ انہیں موجودہ صورت میں ہی رہنے دیا جائے ۔ کیونکہ شمالی ہند کی رائے عامہ صوبوں کی از سر نو تنظیم کے حق میں نہیں ہے وہاں اس سلسلہ میں متضاد آراء پیش آئی ہیں البتہ جنوبی ہند میں اس سلسلہ میں متفقہ آواز اٹھی ہے ۔ اور اس بناء پر کمیشن کرناٹک اور مہاراشٹر کے صوبوں کے قیام کی سفارش کرے گا ۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ کمیشن اپنی کوئی عبوری رپورٹ پیش نہیں کرے گا اس طرح کمیشن نے پنجابی صوبہ کا مطالبہ نامنظور کر دیا ہے۔

[illegible] پرنٹر و پبلشر ... نے ... پریس ... سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا